Ziqa'd
21

ہفت روزہ

خدام الدین
لاہور

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۳ مئی سنہ ۱۹۵۸ء

۵ آنے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

کتاب الحج

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَیْکُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ اَکُلَّ عَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَسَکَتَ حَتّٰی قَالَهَا ثَلٰثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُوْنِیْ مَا تَرَکْتُکُمْ فَاِنَّمَا هَلَکَ مَنْ کَانَ مِنْ قَبْلِکُمْ بِکَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰی اَنْبِیَائِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَیْتُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْهُ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ترجمہ (۲۳۷۶) ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ خطبہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کے سامنے اور کہا لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے تم حج کرو۔ ایک شخص نے پوچھا۔ یا رسول اللہ! کیا ہر سال ہم حج کریں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش رہے۔ یہاں تک کہ اس شخص نے یہ بات تین مرتبہ کہی پھر آپؐ نے فرمایا اگر میں کہتا کہ ہاں تو البتہ حج فرض ہو جاتا ہر سال اور تم اس کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم چھوڑ دو مجھ کو جب تک کہ چھوڑ دوں میں تم کو (یعنی مجھ سے یہ نہ پوچھو کہ یہ فعل کتنا ہے اور کیسا ہے۔ جب تک میں خود تم سے بیان نہ کروں) اس لئے کہ وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے کثرت سوال اور اپنے انبیاء کے متعلق باہمی اختلاف کے سبب ہی ہلاک ہوئے ہیں۔ جب میں تم کو کسی بات کا حکم دوں تو اپنی قوت کے موافق اس کو ادا کرو۔ اور جب میں تم کو کسی بات سے منع کروں تو تم اس کو چھوڑ دو (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ (۲۳۷۷) ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کون سا عمل بہتر ہے؟ فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پھر پوچھا گیا۔ اس کے بعد؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ پھر پوچھا گیا۔ اس کے بعد؟ فرمایا حج مقبول (بخاری مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ لِلّٰہِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمِ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ:۔ (۲۳۷۸) ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرے اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس میں (اپنی بیوی سے) صحبت نہ کرے یا بیہودہ کلام نہ کرے اور فسق (یعنی گناہ کبیرہ) نہ کرے تو وہ (حج کرکے ایسا پاک و صاف) آتا ہے گویا آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا ہے (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعُمْرَةُ اِلَی الْعُمْرَةِ کَفَّارَةٌ لِمَا بَیْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَہٗ جَزَاءٌ الْجَنَّةُ۔ متفق علیہ

ترجمہ (۲۳۷۹) ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک۔ دونوں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مقبول کا بدلہ صرف جنت ہے (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُمْرَةً فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ (۲۳۸۰) ابن عباسؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقِیَ رَکْبًا بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوا الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالُوْا مَنْ اَنْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَرَفَعَتْ اِلَیْہِ امْرَاَةٌ صَبِیًّا فَقَالَتْ اَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَکِ اَجْرٌ۔ (رواہ مسلم)

(ترجمہ) (۲۳۸۱) ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ مقام روحا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قافلہ ملا۔ آپؐ نے پوچھا تم کون لوگ ہو؟ انھوں نے کہا ہم مسلمان ہیں۔ پھر قافلہ والوں نے پوچھا تم کون ہو؟ فرمایا۔ خدا تعالیٰ کا رسول ہوں۔ پھر قافلہ کی ایک عورت نے اپنے بچہ کو دکھا کر آپؐ سے پوچھا کیا اس بچے پر بھی حج ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں اور تجھ کو (بھی) ثواب ہے۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ امْرَاَةً مِنْ خَثْعَمَ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فَرِیْضَةَ اللّٰہِ ــــــ عَلٰی عِبَادِہٖ فِی الْحَجِّ اَدْرَکَتْ اَبِیْ شَیْخًا کَبِیْرًا لَا یَثْبُتُ عَلَی الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْہُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِکَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ (۲۳۸۲) ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اللہ کے فرض حج نے میرے بوڑھے باپ کو پا لیا (یعنی خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں پر حج کو فرض کیا ہے۔ اور وہ فرض میرے باپ پر اس وقت عائد ہوا ہے۔ جب کہ وہ بوڑھا ہو چکا ہے اور) سواری پر نہیں چل سکتا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر لوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج (حجۃ الوداع) کا واقعہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَاِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ عَلَیْهَا دَیْنٌ اَکُنْتَ قَاضِیَہٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ دَیْنَ اللّٰہِ فَهُوَ اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ (۲۳۸۳) ابوہریرہؓ کہتے ہیں ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میری بہن نے حج کی نذر مانی تھی (اور نذر پوری کرنے سے پہلے) وہ مر گئی۔ آپؐ نے فرمایا اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تو اس کو ادا کرتا۔ اس نے عرض کیا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر خدا تعالیٰ کا قرض بھی ادا کرو۔ اور اس کا ادا کرنا زیادہ ضروری اور مناسب ہے۔

(بخاری ومسلم)

خدام الدین لاہور

منظور شدہ محکمہ تعلیم

لاہور رجسٹرڈ G/۱۶۳۲۱ - ۳ مئی ۱۹۵۶ء

پشاور رجسٹرڈ T.B.C ۲۷۴۳۰/۲۴۸۱ - ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

جلد ۴ | جمعۃ المبارک ۳ ذیقعدہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۵۸ء | شمارہ ۲

جنگ کے بادل

اس وقت دنیا بارود کا ایک بہت بڑا ذخیرہ بنی ہوئی ہے۔ جس کے چاروں طرف چنگاریاں سلگ رہی ہیں۔ ان میں سے ایک چنگاری بھی امن عالم کو تباہ کر سکتی ہے۔ ان میں تین چنگاریاں زیادہ خطرناک ہیں۔

۱۔ مشرق وسطیٰ۔ مشرق وسطیٰ عرب تہذیب کا گہوارہ ہے۔ یہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کی سرزمین ہے اپنی سرسبزی، شادابی اور تیل کے باعث چند سال سے دنیا کی بڑی طاقتوں کی ہوس اقتدار کی جولانگاہ بنا ہوا ہے۔ مشرق وسطیٰ کے چھوٹے چھوٹے عرب ممالک اپنی شامت اعمال کے باعث دو پارٹیوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ایک پارٹی کا روس ساتھ دے رہا ہے۔ اس پارٹی کا لیڈر کرنل ناصر ہے۔ اس میں مصر اور شام کی متحدہ جمہوریہ شامل ہے۔ دوسری پارٹی کی امریکہ اور برطانیہ پشت پناہی کر رہے ہیں۔ اس میں عراق شرق اردن اور لبنان شامل ہیں۔ ان دونوں جنگ کی چنگاری لبنان میں سلگ رہی ہے۔ لبنان کی حکومت امریکہ کی طرفدار ہے۔ عوام مصر اور شام کی متحدہ جمہوریہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ اس لئے وہ نئی حکومت کے خلاف ہنگامے کر رہے ہیں۔ امریکہ اور روس دونوں تیار کھڑے ہیں کہ ذرا بہانہ ہاتھ آئے تو مداخلت کریں۔ اگر ایک نے مداخلت کی تو دوسرا خم ٹھوک کر مقابلہ میں آ کھڑا ہوگا اور تیسری عالمگیر جنگ شروع ہو جائیگی۔ اگر خدانخواستہ جنگ شروع ہو گئی تو دنیا میں ایسی ہولناک تباہی آئے گی جس سے قیامت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جائے گا۔ نصف سے زیادہ دنیا ہلاک ہو جائے گی۔

۲۔ الجزائر۔ براعظم افریقہ کے شمال میں الجزائر ایک چھوٹا سا ملک ہے جس پر برسوں سے فرانس کا قبضہ ہے۔ گزشتہ دو تین سال سے اس ملک کے باشندے فرانس سے آزادی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ جب فرانس کی ملک ہوس گیری نے اس مطالبہ کو درخور اعتناء نہ سمجھا تو الجزائر میں ہنگامے شروع ہو گئے۔ فرانس نے اپنی بری، بحری ہوائی اور چھاتہ بردار فوج بھیج کر ان ہنگاموں کو دبانا چاہا مگر جذبۂ آزادی سے سرشار الجزائریوں نے ان فوجوں کا مقابلہ کیا۔ یہ مقابلہ اب بھی جاری ہے۔ روزانہ ہزاروں الجزائری شہید کئے جا رہے ہیں۔ ان کے گھروں اور کھیتوں پر آگ برسائی جا رہی ہے مگر تحریک آزادی دن بدن تیز تر ہوتی جا رہی ہے۔ چند دن ہوئے فرانس نے جو فوج تحریک آزادی کو کچلنے کے لئے بھیجی تھی اس نے اپنی حکومت کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ اگرچہ یہ فوج حریت پسندوں کو کچلنے میں اپنی حکومت سے کسی طرح پیچھے نہیں۔ لیکن اس بغاوت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ فرانس میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔ اگر خانہ جنگی شروع ہو گئی تو یہ فرانس پر اللہ تعالیٰ کا عذاب ہوگا۔ اور الجزائری بہادروں کی اللہ تعالےٰ کی طرف سے امداد و اعانت —— ہمیں یقین ہے کہ خون شہیداں ضرور رنگ لائیگا۔ جو قوم مرنا جانتی ہے آزادی اس کے قدم چوم لیتی ہے۔ الجزائری مجاہد موت سے بے خوف ہو کر شمع آزادی پر پروانہ وار قربان ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی ضرور امداد فرمائیگا۔ ممکن ہے کہ الجزائر کا مسئلہ بھی کسی وقت تیسری عالمگیر جنگ کا بہانہ بن جائے۔

۳۔ کشمیر۔ ہند و پاکستان دو ہمسایہ ملک ہیں۔ دونوں کی فلاح و بہبودی کا انحصار آپس کے خوشگوار تعلقات پر ہے۔ لیکن ہندو جاتی کی تنگ نظری نے بعض بین المملکتی مسائل کو الجھا کر دونوں ملکوں میں ایک ایسی خلیج حائل کر دی ہے جس کا پاٹنا محال معلوم ہوتا ہے۔ ان مسائل میں سے ایک کشمیر کا مسئلہ بھی ہے۔ دس سال سے یہ دونوں ملکوں میں کشیدگی کا سبب بنا ہوا ہے۔ اقوام متحدہ ہندوستان کو ناراض نہیں کرنا چاہتی اور ہندوستان کشمیر کو اپنے غاصبانہ قبضہ سے آزاد نہیں کرنا چاہتا۔ کشمیری عوام اور پاکستان ہندوستان کے غاصبانہ قبضہ کے خلاف جدوجہد کر رہے ہیں۔ شیخ محمد عبداللہ نے اپنی چار ماہ کی رہائی میں اس جدوجہد میں نئی روح پھونک دی۔ موصوف کی دوبارہ گرفتاری نے جلتی آگ پر تیل کا کام دیا۔ ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کہ ہندوستان ڈنڈے کے سوا ماننے والا نہیں اور پاکستان کے پاس ڈنڈا نہیں ہے۔ بلکہ کشمیری عوام کا جذبۂ

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

انتخابی بورڈ کا اجلاس

حسب ارشاد شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب اعلان کیا جاتا ہے کہ برموقعہ اجلاس مرکزی مجلس عاملہ جمعیتہ علماء اسلام مغربی پاکستان انتخابی بورڈ کا اجلاس بھی بتاریخ ۲۷-۲۸ ذیقعدہ ۷۷ھ مطابق ۱۶-۱۷ جون ۵۸ء کو بمقام مدرسہ خدام الدین شیرانوالہ لاہور منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ تمام ممبران حضرات ۱۶ جون ۵۸ء بوقت ۹ بجے صبح پہنچ کر اپنے قیمتی مشوروں سے مستفید فرمائیں۔ پیش نامہ درج ذیل ہے:۔

(۱) صوبائی اور مرکزی انتخابات (۲) طریق کار کا تعین (۳) صوبائی اور ضلعی انتخابی بورڈ پر غور (۴) مرکزی ناظم انتخابات کا تقرر (۵) ضروریات انتخابات پر غور (۶) دیگر امور با جازت صدر

(غلام غوث ہزاروی ناظم اعلیٰ جمعیتہ مرکزیہ لاہور)

ہدیۂ عقیدت

(از علم الدین شاد صاحب (لدھیانوی) لائل پور)

میرے دل میں جب حسین احمد کا آتا ہے خیال
ہو کے بیکل بیٹھ جاتا ہوں بہ صد رنج و ملال

سوچتا رہتا ہوں اکثر آہ یہ کیا ہو گیا
چل بسا وہ نیک طینت پاک باطن خوش خصال

کیا کروں کس سے کہوں کس کو سناؤں حال دل
باعث صد رنج و غم ہے شیخ کامل کا وصال

دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں سے اوجھل ہو گئی
رہ گئی تھی ایک لے دے کے وہ ہستی باکمال

ہند کا تو ذکر کیا ہے سارا عالم ڈھونڈ لو
دور حاضر میں نہیں ہے ایک بھی اس کی مثال

اجڑا اجڑا ہے چمن اور سونی سونی محفلیں
وائے مرگ ملت بیضا ہے اس کا انتقال

جس حکومت نے بنایا تھا اسیر مالٹا
آ گیا اس سلطنت پر اس کے جیتے جی زوال

کر دیا زیر و زبر سارا فرنگی کا فسوں
چل سکی احمدؒ کے آگے ایک بھی اس کی نہ چال

اس نے توڑا ہے زبردستوں کا دست آہنی
زندگی بھر اس نے کی ہے بیکسوں کی دیکھ بھال

شیر کی مانند گونجا رزم گاہ دہر میں
اس کی فطرت ہی نہیں تھی بن کے رہتا وہ شغال

اس نے اپنے خون سے سینچا چمن اسلام کا
اس کی تربت نور سے معمور کر دے ذوالجلال

نام زندہ ہی رہے گا تا قیامت بالیقیں
شاد اس نے خدمت قوم و وطن کی بے مثال

۱؎ حضرت مولانا حسین احمد مدنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ یوم الجمعۃ : ۔ ۲۲ شوال ۱۳۷۷ھ ۱۶ مئی ۱۹۵۸ء

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا دستور العمل قرآن مجید تھا

۲- اور اس مقدس جماعت کے مقدس دستور العمل پر عمل کرنیکے فوائد

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

نمبر۱ کا ثبوت اوّل

قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ج هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (سورۃ الاعراف رکوع ۲۴ پ ۹)

ترجمہ:- کہدو- میں اس کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا جاتا ہے- یہ تمہارے رب کی طرف سے بہت سی دلیلیں ہیں اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایماندار ہیں-

حاصل

یہ نکلا- کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین قرآن مجید ہی کا اتباع کرتے ہیں- اس کی برکت سے ان کے باطن میں ہر ایک معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ نمائی کے باعث ایک بصیرۃ (روشنی) پیدا ہوتی ہے اور ایک صحیح راہ نمائی ہوتی ہے- اس لئے یہ قرآن مجید ایمانداروں کے حق میں رحمت ہے-

ثبوت دوم

(فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ط وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ط فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ج وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝) (سورۃ آل عمران رکوع ۲ پ ۳)

ترجمہ:- پھر بھی اگر تجھ سے جھگڑیں تو ان سے کہدے- کہ میں نے اپنا مونہہ اللہ کے حکم کے تابع کیا ہے اور ان لوگوں نے بھی جو میرے ساتھ ہیں- اور ان لوگوں سے کہہ دے جنہیں کتاب دی گئی ہے اور ان پڑھوں سے- آیا تم بھی تابع ہوتے ہو- پھر اگر وہ تابع ہو گئے- تو انھوں نے بھی سیدھی راہ پالی- اور اگر وہ منہ پھیریں- تو تیرے ذمے فقط پہنچا دینا ہے- اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے

حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تمام مومنوں نے اپنا مونہہ اللہ تعالےٰ کے حکم کے تابع کیا ہے- اگر اہل کتاب اور عرب کے باشندے بھی اس چیز کو مان جائیں- تو وہ بھی سیدھے راستے پر آ جائیں گے- اور اگر نہ مانیں تو آپ کے ذمہ کوئی الزام نہیں ہے- آپ نے انھیں اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا دیا- تو آپ بری الذمہ ہو گئے-

علیٰ ھٰذا القیاس

ہر دور کے مسلمانوں یا غیر مسلموں کو قرآن مجید کی نشر و اشاعت کرنے والے علماء کرام نے پیغام حق پہنچا دیا تو ان لوگوں پر اتمام حجت ہو گیا- قیامت کے دن اس دور کے بے دین لوگ اللہ تعالیٰ کے روبرو یہ عذر پیش نہیں کر سکیں گے- کہ اے اللہ ہمیں تیرا پیغام کسی نے پہنچایا نہیں تھا- چنانچہ

قرآن مجید کا اعلان

ملاحظہ ہو (اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝) سورۃ المومنون رکوع ۶ پ ۱۸

ترجمہ:- کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں- پھر تم انھیں جھٹلاتے تھے- کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے- اے رب ہمارے ہمیں اس (دوزخ) سے نکالدے- اگر پھر کریں- تو بے شک ظالم ہوں گے- فرمائے گا- اس (دوزخ) میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو- میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا- جو کہتے تھے- اے ہمارے رب ہم ایمان لائے- تو ہمیں بخشدے- اور ہم پر رحم کر- اور تو بہت رحم کرنے والا ہے- سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی- یہاں تک کہ انھوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی- اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے- آج میں نے انھیں ان کے صبر کا بدلہ دیا ہے- کہ وہی کامیاب ہوئے-

مذاق اُڑانے والے

علماء دین پر مذاق اڑانے والے .... لوگ مذکورۃ الصدر سطروں کو غور سے پڑھیں- اور اپنی حالت کی اصلاح کر لیں- ورنہ

ثبوت نمبر سوم

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ط فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ج وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ج وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ج اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ سورہ آل عمران رکوع ۱ پ ۳

ترجمہ:- وہی ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری- اس میں بعض آیتیں محکم ہیں- (جن کے معنی واضح ہیں) وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری متشابہ ہیں

(جن کے معنی معلوم یا معین نہیں) سو جن لوگوں کے دل ٹیڑھے ہیں وہ گمراہی پھیلانے کی غرض سے اور مطلب معلوم کرنے کی غرض سے متشابہات کے پیچھے لگتے ہیں۔ اور حالانکہ ان کا مطلب سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ اور مضبوط علم والے کہتے ہیں ہمارا ان چیزوں پر ایمان ہے۔ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت وہی لوگ مانتے ہیں۔ جو عقلمند ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ مضبوط علم والے اللہ تعالیٰ کے ہر ارشاد پر دل سے مہر تصدیق لگاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے سب ٹھیک ہے۔ خواہ ان ارشادات کا مطلب ایسا واضح ہو کہ ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہو، یا کچھ دقت طلب ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ہر ارشاد پر دل سے مہر تصدیق لگانے والے یہی لوگ تو عقلمند ہیں۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ہر ارشاد میں حکمتیں ضرور ہیں۔ خواہ ان میں سے بعض اپنی ناقص عقل کے باعث سمجھ میں نہ آسکیں۔

ثبوت چہارم

وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَھَا ط وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَھُمْ عَلٰی صَلَاتِہِمْ یُحَافِظُوْنَ

(سورۃ الانعام رکوع ۱۱ پ ۷)

ترجمہ:- اور یہ کتاب جس کو ہم نے اتارا ہے برکت والی ہے۔ ان کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے تھیں۔ اور تاکہ تو مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائے۔ اور جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہی اس پر ایمان لاتے ہیں اور وہی اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ اس کتاب پر وہ لوگ ایمان لے آتے ہیں۔ جن کا آخرۃ پر ایمان ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت (نماز) پر پوری حفاظت کرتے ہیں۔ کہ مثلاً قضا نہ ہونے پائے۔ وقت سے بے وقت نہ ہو جائے۔ گویا کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقدس کتاب پر عامل ہیں۔ اسی طرح حضورؐ کی امت میں سے آخرت کا یقین رکھنے والے بھی اس پر اپنی طاقت کے مطابق پوری طرح پر عمل کرتے ہیں۔ اللّٰہم اجعلنا منہم

مومنین کو اتباع کتاب اللہ کی جزا

برادرانِ اسلام۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبعین قرآن مجید کا بڑے شوق اور بڑی جوانمردی سے اتباع کرتے ہیں۔ اب اس تابعداری کی جزاء خیر بھی ملاحظہ فرما لیجئے۔ جس کا اعلان قرآن مجید میں کیا گیا ہے۔

اعلان ۱

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰی قَوْمِہِمْ فَجَآءُوْھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا ط وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ٥ (سورۃ الروم رکوع ۵ پ ۲۱)

ترجمہ:- اور ہم تم سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس بھیج چکے ہیں۔ سو ان کے پاس نشانیاں لے کر آئے۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا، جو گنہگار تھے۔ اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ اپنے ایماندار بندوں کی امداد کیا کرتے ہیں۔ لہٰذا اب بھی جو ایماندار اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کریں گے۔ اللہ تعالےٰ ان کی ضرور مدد کرے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ایماندار کامیاب اور باطل پرست منہ کی کھائیں گے۔

اعلان دوم

(یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ)

(سورہ محمد رکوع ۱ پ ۲۶)

ترجمہ:- اے ایمان والو۔ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے قدم جمائے رکھے گا۔

آیت کا مطلب

یہ ہے۔ کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے پیغمبر کی مدد کرو گے۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ جہاد میں تمہارے قدم ثابت رکھے گا۔ اور اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری میں ثابت قدم رہو گے تو اس کی برکت سے قیامت کے دن "صراط" پر گذرتے وقت ثابت قدمی نصیب ہوگی۔ اللّٰہم اجعلنا منہم

حضور انورؐ اور مومنین کے طرز عمل کی مخالفت کی سزا

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ٥ (سورۃ النسآ رکوع ۱۷ پ ۵)

ترجمہ:- اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے۔ بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو۔ اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے۔ تو ہم اسے اسی طرف چلائینگے جدھر وہ خود پھر گیا ہے۔ اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

مخالفت کرنے پر دوزخ کی سزا کیوں

اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہی میں قرآن مجید میں یہ اعلان فرما دیا ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَۃٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ لا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ) سورۃ المائدہ رکوع ۱ پ ۶

ترجمہ:- آج میں تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر چکا۔ اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا۔ اور میں نے تمہارے واسطے اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے۔ پھر جو کوئی بھوک سے بیتاب ہو جائے۔ لیکن گناہ پر مائل نہ ہو۔ تو اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے

جب دین الٰہی مکمل ہوچکا

اور اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی راہ نمائی کا حق ادا کر دیا ہے اور اسی اسلام کو جس کا ذکر قرآن مجید میں بالتفصیل آیا ہے اور جس کے متعلقہ مسائل کی پوری تشریح رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں آ چکی ہے اس کی مخالفت کرنا۔ اس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ انسان پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو۔ اور مرنے کے بعد اس کی قبر جہنم کا گڑھا بنے۔ ہاں اگر کوئی جاں بلب ہونے کے باعث اپنی جان بچانے کے لئے کسی شرعی حکم کی مخالفت کرے۔ تو اس کی اضطراری حالت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ اسے گرفت نہیں کرے گا۔

بالخصوص جب صحابہ کرامؓ

اس قرآن مجید پر عمل کرنے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا اتّباع ملحوظ رکھ کر دربارِ الٰہی سے کنتم خیر امة اخرجت النّاس)
(سورة آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴)

ترجمہ:۔ تم سب اُمّتوں میں سے بہتر ہو۔ جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ کا تمغہ حاصل کر چکے ہیں تو اب کوئی شخص مسلمان کہلا کر اس دائرہ سے کب باہر جا سکتا ہے

لٰہذا

ثابت ہؤا۔ کہ اگر کسی شخص کو صحیح معنی میں مسلمان رہنا ہے تو فقط حضور انورؐ اور اس وقت کے مسلمانوں کے دستور العمل کو عملی جامہ پہنانے سے ہی رہ سکتا ہے۔ ورنہ اس طریقہ مبارکہ کی مخالفت کرنے والا دوزخ کا ایندھن ہی بنے گا۔

تنبیہ

اے موجودہ وقت کے مسلمانو۔ اُوپر کی سطروں کو غور سے پڑھو اور سوچو۔ کہ آپ اصلی اور محمدی مسلمان ہو۔ یا نقلی۔ اور اپنی بد اعمالیوں کے باعث اسلام ہندی کو بدنام کرنے والے ہو۔

موجودہ مسلمانوں کے متعلق ڈاکٹر اقبال مرحوم کی رائے

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدّن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی مخالفت کی علامتیں

(۱) کیا صحابہ کرام عام طور پر تمہاری طرح بے نماز تھے۔
(۲) کیا صحابہ کرام عام طور پر تمہاری طرح روزے نہیں رکھتے تھے۔
(۳) کیا صحابہ کرام عام طور پر تمہاری طرح زکوٰة نہیں دیتے تھے۔
(۴) کیا صحابہ کرام عام طور پر تمہاری طرح مالدار یا اعلیٰ سرکاری عہدہ دار ہو کر حج نہیں کرتے تھے۔

اے تعلیم جدید کے زیور سے آراستہ مسلمان

(۵) کیا صحابہ کرامؓ تیری طرح اجنبی عورتوں سے ڈانس کیا کرتے تھے۔
(۶) کیا صحابہ کرامؓ تیری طرح اپنی بیویوں کو عام دعوتوں میں لا کر آمنے سامنے بیٹھ کر کھانا کھانے میں بیویوں کے تبادلے کیا کرتے تھے۔
(۷) کیا صحابہ کرامؓ کی بیویاں تیری بیوی کی طرح ہار سنگار کر کے بے پردہ اور بے نقاب ہو کر مردوں کے مجمعوں میں شریک ہوا کرتی تھیں

اے میرے عزیز تعلیمیافتہ نوجوان

(۸) کیا صحابہ کرام تیری طرح کرزن فیشن کے دلدادہ تھے۔
(۹) کیا صحابہ کرام کے ہاں بھی غیر ممالک میں سفارت کا عہدہ دینے کے لئے کرزن فیشن ہونا ضروری تھا۔
(۱۰) کیا صحابہ کرام کے ہاں بھی یہ شرط تھی کہ غیر ممالک میں اس شخص کو سفیر بنایا جائے جس میں پانچ چیزیں ہوں۔
شلوار نہ پہنے۔ اچکن نہ پہنے۔ پان نہ کھائے۔ داڑھی نہ رکھتا ہو۔ سرمہ نہ استعمال کرتا ہو۔

اے اپنے آپ کو مہذب کہنے والے میرے عزیز تعلیم یافتہ نوجوان آپ خود سوچیں۔ کہ جو شخص ہر دیگی چمچہ کی طرح جہاں جائے اسی ملک کا روپ دھار لے۔ کیا ایسے بے اُصول شخص کی کسی شریف اور غیور انسان کے دل میں عزت ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔

عزّت اس شخص کی ہوتی ہے

جو اپنے اُصول کا پکّا ہو۔ دنیا ادھر کی ادھر پلٹ جائے۔ لیکن وہ اپنے اُصول سے ایک انچ نہ ہٹے۔

اے میرے عزیز تعلیمیافتہ نوجوان

ہونا یہ چاہیئے تھا۔ کہ اگر آپ ایسی مجالس میں جاتے جہاں دنیا بھر کی حکومتوں کے نمائندے جمع ہوتے۔ اور یا مختلف مذاہب کے نمائندے جمع ہوتے۔ مثلاً ایک مجمعے میں جرمنی فرانسیسی۔ لندنی روسی امریکی نمائندے ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک نمائندہ اپنی وضع سے ممتاز ہوتا۔ کہ یہ فلاں ملک کا نمائندہ ہے۔ اور آپ ایسی وضع میں موجود ہوتے کہ معلوم ہو جاتا کہ یہ شخص نبی آخرالزمان کا نمائندہ ہے۔ اور اگر مختلف مذہبی جماعتوں میں کھڑے ہوتے تو پتہ لگ سکتا۔ کہ یہ ہندو۔ اور یہ سکھ اور یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا غلام ہے۔

اے میرے عزیز تعلیمیافتہ نوجوان

ان بے اُصولی باتوں کے باعث آپ نے فقط اپنے آپ کو دوسروں کی نظروں میں ذلیل ہی نہیں کیا۔ بلکہ مسلمان کہلا کر اسلام کو بدنام کیا۔ کیونکہ وہ غیر ملکی لوگ یہی خیال کریں گے۔ کہ اسلام کی اپنی نہ کوئی تہذیب ہے۔ نہ اس کا اپنا تمدن ہے۔ نہ اس کے کوئی اپنے اصول ہیں۔ جن کی پابندی ہر حال میں یہ ضروری خیال کرتا ہو۔ خواہ کچھ بھی ہو جائے۔

مثلاً

اسلام میں نماز ایک ایسی چیز ہے کہ کوئی مسلمان مرد ہو یا عورت۔ جب تک جان میں جان ہو نہیں چھوڑ سکتا۔ اے

میرے عزیز تعلیمیافتہ نوجوان - کیا آپ نے غیر ممالک میں جا کر انگریزوں فرانسیسیوں - جرمنوں اور روسیوں کے ذہن میں یہ بات ڈال دی ہے - کہ مسلمان نماز کبھی نہیں چھوڑ سکتا - وغیرہ وغیرہ -

ایک شعر میں درد دل کا اظہار

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

دنیا بھر میں ایک فطری ضابطہ

مسلمہ ہے - جس سے کوئی قوم یا کوئی فرد بشر انکار نہیں کر سکتا - کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی ایک صورت اور ایک سیرت بنائی ہے - انھیں دونوں چیزوں کے اختلاف کے باعث چیزوں کے نام بدلتے جاتے ہیں مثلاً پھلوں میں آم - انار - کیلا - جامن وغیرہ سبزیوں میں شلغم - مولی - گاجر - آلو کدو وغیرہ اناجوں میں گندم، جو جوار باجرہ وغیرہ آپ دیکھتے ہیں کہ ہر ایک پھل اور ہر ایک سبزی اور ہر ایک اناج دوسرے سے صورت اور سیرت کے لحاظ سے ممتاز ہے - اور انھیں دونوں چیزوں کے باعث ہر ایک کا نام علیحدہ ہے - علی ہذا القیاس دنیا میں جتنے مذاہب رائج ہیں - ہر ایک مذہب اپنے ظاہری آداب اور باطنی معتقدات کے لحاظ سے دوسرے سے ممتاز ہے - مثلاً مسلمان اللہ اللہ کہتا ہے - اور ہندو رام رام جپتا ہے اور سکھ واہگورو جی کہتا ہے - اور مثلاً مسلمان عبادت کے لئے مسجد میں جاتا ہے - ہندو دھرمسالہ میں جاتا ہے اور سکھ گوردوارہ میں جاتا ہے - علی ہذا القیاس یہ یاد رہے کہ

اسلام دنیا بھر کے مذاہب میں ایک امتیازی

شان رکھتا ہے - برادران اسلام - جس انسان کے اندر اسلام کی وہ امتیازی شان نہ ہو - اس پر اسلام کا لیبل چسپاں کرنا - یہ ایک طرح پر اسلام کی توہین ہے - ایسی صورت میں دیکھنے والا اسی نتیجہ پر پہنچے گا - کہ اسلام (نعوذ باللہ من ذالک) ایک مہمل چیز ہے - جس کی نہ کوئی اپنی تہذیب ہے - نہ اپنا تمدن ہے - اور نہ اس کے اندر کوئی قابل قدر نظریات ہیں -

بعض اوقات انسان کی فطرت مسخ ہو جاتی ہے

خدانخواستہ جب اپنی بد اعمالیوں کے باعث انسان کی فطرت مسخ ہو جائے - تو حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتا - اور نہ اپنے حق میں بھلائی اور برائی کا فیصلہ کر سکتا ہے - بلکہ اُلٹا چلتا ہے کھرے کو کھوٹا - دوست کو دشمن خیرخواہ کو بدخواہ خیال کرنے لگتا ہے -

قرآن مجید سے اسکی تائید

پہلی

ملاحظہ ہو (وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

(سورۃ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ :- اور تجھ سے پہلے ہم پہلی قوموں میں کئی رسول بھیج چکے ہیں - اور وہ بھی جب کوئی رسول ان کے پاس آتا - تو اس سے ٹھٹھا ہی کرتے -

دوسری

(وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (سورۃ الانعام رکوع ۱ پارہ ۷)

ترجمہ :- تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اُڑایا جا چکا ہے - پھر جن لوگوں نے ان پر مذاق کیا تھا - انھیں اسی عذاب نے آ گھیرا - جس کا مذاق اڑاتے تھے -

دونوں تائیدوں کا حاصل

مذکورۃ الصدر دونوں تائیدوں کا حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو پیغمبر انسانوں کی راہ نمائی کے لئے تشریف لاتے تھے - ان کی قومیں ان پر مذاق اُڑاتی تھیں - اور جب وہ اس دین الٰہی پر ٹھٹھا کرنے کے باعث عذاب الٰہی کی دھمکی دیتے تھے تو بھی اس ڈراوے کو ٹھٹھے میں اُڑا دیا کرتے تھے -

ٹھٹھا کرنیوالوں کے انجام کا ذکر

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۲ پ ۷)

ترجمہ :- کہدو - ملک میں سیر کرو - پھر دیکھو - جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا -

ٹھٹھا کرنیوالوں کے انجام کا نقشہ

(وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ۝

(سورۃ الانبیاء رکوع ۲ پارہ ۱۷)

ترجمہ :- اور ہم نے بہت سی بستیوں کو جو ظالم تھیں - غارت کر دیا ہے - اور ان کے بعد ہم نے اور قومیں پیدا کیں - پھر جب انھوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی - تو وہ فوراً وہاں سے بھاگنے لگے - مت بھاگو - اور لوٹ جاؤ جہاں تم نے عیش کیا تھا - اور اپنے گھروں میں جاؤ - تاکہ تم سے پوچھا جائے کہنے لگے - ہائے ہماری کم بختی - بے شک ہم ہی ظالم تھے - سو ان کی یہی پکار رہی یہاں تک کہ ہم نے انھیں ایسا کر دیا - جس طرح کھیتی کٹی ہو - اور وہ بجھ کر رہ گئے -

آجکل بھی کتاب و سنت کے مبلغین حق پرست علمائے کرام کیساتھ یہی سلوک ہو رہا ہے

کتاب و سنت کا یہ قطعی فیصلہ ہے کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا - اور قرآن مجید کے بعد آسمان سے کوئی کتاب نازل نہیں ہوگی - اور جس طرح بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام تورات کی اشاعت کے لئے مبعوث ہوا کرتے تھے - اسی طرح آپ کی امت میں ایسے علمائے کرام ہر دور میں پیدا ہوتے رہیں گے - جن کی زندگی کا نصب العین ہی قرآن مجید اور سنت نبوی کی اشاعت و تبلیغ ہوگا - تاکہ حضور انور کے بعد کے پیدا ہونے والے انسان قیامت کے دن یہ عذر نہ کر سکیں - کہ اے اللہ ہمیں تو تیرے اوامر و نواہی کا علم ہی نہیں تھا - لہذا عمل کس طرح کر سکتے -

الحمد للہ ثم الحمد للہ

نوے سالہ حکومت برطانیہ کے دور میں بھی حق پرست علماء کرام تھے۔ جنہوں نے اسلام کے حفظ و بقاء کی پوری پوری کوشش کی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ ہندوستانی مسلمانوں میں سے انگریز پانچ فیصدی بھی اسلام سے بدظن نہیں کر سکا۔ اگرچہ عام مسلمان کما حقہٗ دین کا علم نہیں رکھتے۔ اور عمل میں بھی اکثر کوتاہی کرتے ہیں۔ بایں ہمہ یہ جذبہ اِن کے دل میں قطعی طور پر موجود ہے کہ میرا

مذہب اسلام سچا ہے۔ اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کلام ہے۔ اور حدیث شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

اور جو مسلمان اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔ قرآن مجید کی حفاظت کے لئے۔ اور اسلام کے جھنڈے کے نیچے بندوق کی گولی۔ یا بم کے گولے سے مرے گا وُہ یقیناً شہید ہے اور مغفور و مرحوم ہے۔ چنانچہ میرے اس بیان کی تصدیق پاکستان بننے کے بعد پنجاب (پاکستان) میں ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت گواہ ہے کہ کس طرح مسلمانوں نے چھاتیاں تان کر گولیاں چھاتیوں میں پیوست کیں اور شہید ہوگئے۔

ہاں یہ بھی ماننا ہی پڑیگا

کہ مسلمانان ہندوستان میں سے پانچ فیصدی سے کم جن نوجوانوں نے انگریز کے سکولوں اور کالجوں میں تعلیم پائی ہے۔ اور انھیں کسی عالم ربانی کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ جن کے متعلق اکبر الہ آبادی مرحوم فرماتے ہیں ؎

پڑھے اس جا جہاں تاثیر ملت جا نہیں سکتی
بسے اس جا کہ آواز اذاں بھی آ نہیں سکتی
مہنیں کو ناز ہو لے نوجوانوں اس طریقہ پر
میری امید تو لغمہ خوشی کا گا نہیں سکتی

اوّل سے لے کر آخر تک انگریز ہی کے خیالات سے متاثر ہونے کے باعث اسی وضع و قماش کے ہیں۔ جیسے کہ پہلی ہلاک ہونے والی قوموں کے متعلق اب آپ ابھی پڑھ چکے ہیں۔ کہ "جو رسول ان کے پاس آتا۔ اس پر مذاق اُڑاتے"

اسی طرح اِس قسم کا تعلیم یافتہ نوجوان حق پرست علماء کرام پر مذاق اُڑاتا ہے اور ان حضرات کی صحبت اور تعلیم سے فائدہ حاصل کرنے کی بجاء ان کی توہین کرتا ہے۔ اسی قماش کے لوگوں کے مونہہ سے یہ ناشائستہ الفاظ سنے جاتے ہیں۔ "مولوی بڑے بے ایمان ہیں۔ ۲ "مولوی جانتے ہی کیا ہیں" وغیرہ وغیرہ

میرے عزیز تعلیم یافتہ نوجوان مولوی کی قدر اپنے پیر و مرشد ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم سے پوچھو

فرماتے ہیں:۔

(ضروری نوٹ) افغانستان میں مولوی کو ملّا کہا جاتا ہے یاغستانی پٹھان آخر دم تک انگریز کی رعایا نہیں بنا۔ بلکہ انگریز سے لڑتا رہا۔)

افغانیوں کی غیرت دین کا ہے یہ علاج
ملّا کو اس کے دشت و دمن سے نکال دو

اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں۔ کہ انگریزی دان نوجوان کے ذہن میں کتاب سنت اور اس کے حاملین (علماء کرام) کے متعلق عقیدت پیدا کر دے۔ تاکہ علماء کرام کی صحبت میں رہ کر دین سیکھیں۔ اس کے بعد دین پر عمل کریں تاکہ ان کی عاقبت سنور جائے۔ اور اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچ جائیں۔

خطبے کے عنوان کا دوسرا حصّہ

اور اس مقدس جماعت کے مقدس دستور العمل (قرآن مجید) پر عمل کرنے کے فوائد

پہلا

جس طرح ایک بادشاہ اپنی رعایا کے ان افراد سے راضی رہتا ہے۔ جو اس کی وفاداری کا حق ادا کریں اور انھیں عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور ہر حاجت میں ان کی دستگیری کرتا ہے

اسی طرح اللہ تعالےٰ کا اپنے وفادار بندوں کے حق میں اعلان

ملاحظہ ہو (وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ)

(سورۃ العنکبوت رکوع ۷ پ ۲۱)

ترجمہ:۔ اور جنہوں نے ہمارے لئے کوشش کی۔ ہم انھیں ضرور اپنی راہیں سمجھا دیں گے۔ اور بے شک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں:۔ "یعنی جو لوگ اللہ کے واسطے محنت اٹھاتے اور سختیاں جھیلتے ہیں اور طرح طرح کے مجاہدات میں سرگرم رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اِن کو ایک خاص نور بصیرت عطا فرماتا ہے اور اپنے قرب و رضا یا جنت کی راہیں سمجھاتا ہے۔ جوں جوں وہ ریاضات و مجاہدات میں ترقی کرتے ہیں۔ اسی قدر ان کی معرفت و انکشاف کا درجہ بلند ہوتا جاتا ہے اور وہ باتیں سوجھنے لگتی ہیں۔ کہ دوسروں کو ان کا احساس تک نہیں ہوتا" اور اللہ تعالیٰ کی حمایت و نصرت نیکی کرنے والوں کے ساتھ رہتی ہے۔

دوسرا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر عمل کرنے کا فائدہ (قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ o) سورۃ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳)

ترجمہ:۔ کہدو۔ اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ تاکہ تم سے اللہ محبت کرے۔ اور تمہارے گناہ بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

حاصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے سے یہ نتیجہ برآمد ہوا اللہ تعالےٰ کو اس اِنسان سے محبت پیدا ہو جاتی ہے (ایک انسان کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے) اور اللہ تعالےٰ اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے۔

تیسرا

صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے کا فائدہ

(وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ o)

(سورۃ التوبہ رکوع ۱۳۔ پارہ ۱۱)

ترجمہ:۔ اور جو لوگ آگے بڑھنے والے ہیں۔ پہلے ہجرت کرنے والوں اور

مدد دینے والوں میں سے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے

حاصل

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلنے سے یہ نتائج برآمد ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کا تمغہ ملا۔ ان کے لئے آخرت میں باغات تیار کئے گئے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ وہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللھم اجعلنا منہم۔

انسان کی زندگی کا ہر شعبہ قابل رشک

مذکور الصدر مقدس جماعت کے مقدس دستور العمل (قرآن مجید) پر عمل کرتے وقت جو شخص ہر وقت ان حضرات کا طرز عمل پیش نظر رکھے گا۔ تو اس شخص کی زندگی کا ہر شعبہ قابل رشک ہو جائے گا۔ خواہ اخلاقی ہو۔ یا معاشرتی اقتصادی ہو یا سیاسی۔

واقعہ یہ ہے

کہ ہر دور میں اسی قسم کے حضرات خلق اللہ کی اصلاح کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہر صدی میں اس قسم کے حضرات پیدا کرتا رہا ہے اور انھیں نقوش قدسیہ کی برکت سے آج چودھویں صدی تک قرآن زندہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت زندہ۔ بالفاظ دیگر دین محمدی کی صورت زندہ اور سیرۃ زندہ اور تابندہ اور درخشندہ ہے۔ اور میرا ایمان ہے کہ قیامت تک یہ چیزیں زندہ رہیں گی۔ خوش نصیب ہیں وہ انسان جو ان نعمتوں سے بہرہ ور ہوں۔ اللھم اجعلنا منہم۔ اور بدنصیب ہیں وہ لوگ جو نام تو اسلام کا لیں۔ مگر ان کا مسلک وہ نہ ہو۔ جو اس خطبہ میں عرض کیا گیا ہے۔ اللھم لاتجعلنا منہم آمین یا الٰہ العالمین

مجلس ذکر

منعقدہ مؤرخہ ۲۵ شوال المکرم ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۵۸ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔ (خاموش مبلغ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى **امابعد**

یہ مجلس اُن احباب کے لئے ہے جن کو شوق ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ امراض روحانی سے شفایاب ہو کر اس دُنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ روحانی امراض کا اس دُنیا میں احساس تک بھی نہیں ہوتا۔ ان کا علاج پھر جہنم ہوگی اگر امراض روحانی سے شفایاب نہ ہوا تو قبر جہنم کا گڑھا بنے گی۔ تا آنکہ شفایاب ہو جائے۔ یہ چیز سمجھانے سے آتی ہے میرے مربیوں کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل ہوں۔ جن کی صحبت میں یہ سمجھ حاصل ہوئی ہے۔ سب سے زیادہ محبوب اللہ کی ذات ہے۔ اس کے بعد محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ پھر اُن سے۔ یہ احساس اُن کی صحبت سے ہوا۔ اس آئینہ میں کتنے آدمیوں کو احساس ہے کہ اگر امراض روحانی سے شفایاب ہو کر نہ گئے تو قبر میں علاج ہوگا۔

تجارت پیشہ ہیں تو دوکان دوکان صبح سے عشاء تک دوکان اور رات کو گھر جا کر سو گئے۔ دفتر کے ملازم ہیں تو دن بھر دفتر میں کام کرتے ہیں۔ اور باقی مثلیں گھر لے آتے ہیں۔ زراعت پیشہ ہیں تو دن رات کاشت کاشت... ایسے کتنے ہیں جنہیں یہ احساس ہے کہ ہم روحانی امراض میں مبتلا ہیں۔ احساس بھی عام طور پر توجہ دلانے سے ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ یعنی رسول اللہ تمہیں جو حکم دیں اس کو کر گزرو۔ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں:—

لَقَدْ كَانَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یعنی تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے اتباع کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ مشکوٰۃ شریف کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کی ایک حدیث شریف میں ہے فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ۔ یعنی تم پر لازم ہے کہ میرے اور خلفاء راشدین کے طریقے کو مضبوط پکڑ لو۔ خلفائے راشدین چار ہیں

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضؓ

(۲) 〃 عمر فاروق رضؓ

(۳) 〃 عثمان ذوالنورین

(۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ

آج —— حضرت عمر بن خطاب کے بارے میں کچھ عرض کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو حدیث کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں یہ الفاظ آتے ہیں۔ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَا اَدْرِيْ مَا بَقَائِيْ فِيْكُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ حذیفہ رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ کب تک تمہارے درمیان رہوں۔ پس تم میرے بعد ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ کی اقتداء (متابعت) کرو۔

دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ شیعہ حضرات کو بھی ان کی عزت و احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو لوگ حضرات ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ کی توہین کریں گے وہ اپنی بھی خیر نہیں منائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص نے

میرے دوست کو اذیت دی۔ میں اس سے لڑائی کا اعلان کرتا ہوں۔

ایک موقعہ پر ایران کے شیعہ امام سے لاہور کے بعض علماء نے سوال کیا کہ اہلِ بیت حضرات کے مزارات کونسے ہیں۔ ان کا کیا حال ہے شیعہ امام نے کہا کہ ان کی برکت سے اتنے اتنے فاصلہ پر جتنے مدفون ہیں سب مغفور ہیں سب جنتی ہیں۔

اس پر اہلِ سنت والجماعت کے علماء نے اعتراض کیا کہ اہل بیت کی اتنی برکت ہے۔ کہ گرداگرد کے تمام مدفون جنتی ہیں اور جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلو میں اور بغل میں لے کر سوئے ہوئے ہیں۔ اُن کی کوئی برکت نہیں ؟

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ انسان جب ضد پر آ جائے تو حق کی مخالفت کرتا ہے۔

فرمان باری تعالےٰ ہے :۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔

ترجمہ :۔ اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو۔ اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اُسی طرف چلائیں گے جدھر وُہ خود پھر گیا ہے اور اُسے دوزخ میں ڈالیں گے۔ اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ

میں رسول اللہ کے مومنین سے مراد صحابہ کرام ہی ہیں اور اُن میں استثناء بھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کی اُمت میں صحابہ کرام کے لئے مبارک بادی کے اعلان آسمان سے نازل فرمائے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی صحابہ کرام کو معیاری درجہ دیا ہے جو لوگ صحابہ کرام کو معیار نہیں مانتے وُہ گمراہ ہیں۔ خدا تعالیٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ اَلصَّحَابِيُّ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ

حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میرے اصحاب ستاروں کے مانند ہیں۔ ان میں سے تم جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے (رزین)

ہر حنفی عالم ہتر۷۳ فرقوں والی حدیث پڑھ کر آتا ہے۔ اور اس میں بھی واحدۃ فی الجنۃ یعنی جنتی فرقے کی علامت مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ ہی ہے صحابہؓ میں ہی اصحابؓ تو آتے ہیں۔

حضرت عمر بن خطابؓ کا ایک واقعہ ہے۔ حضرت موسیٰ اشعری اور حضرت عمر کی گفتگو ہے۔ فاروق اعظم کا درجہ بلند ہے ــــــ قیصر و کسریٰ کی دو بڑی سلطنتیں حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ میں ہی فتح ہوئی ہیں۔ حُسن تقدیر کہہ دیجئے کہ اُن کی محنت اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔ اس بات کو تو غیر مسلم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اگر ایک عمرؓ اور پیدا ہو جاتے تو تمام دُنیا میں اسلام پھیل جاتا اور کفر مٹ جاتا۔

حضرت ابی موسیٰؓ اور حضرت عمرؓ کا مکالمہ

عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ هَلْ تَدْرِيْ مَا قَالَ اَبِيْ لِاَبِيْكَ يَا اَبَا مُوْسٰى هَلْ يَسُرُّكَ اَنَّ اِسْلَامَنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِجْرَتَنَا مَعَهٗ وَجِهَادَنَا مَعَهٗ وَعَمَلَنَا كُلَّهٗ مَعَهٗ بَرَدَ لَنَا وَاَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهٗ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَاْسًا بِرَاْسٍ فَقَالَ اَبُوْكَ لِاَبِيْ لَا وَاللّٰهِ قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَيْرًا كَثِيْرًا وَاَسْلَمَ عَلٰى اَيْدِيْنَا بَشَرٌ كَثِيْرٌ وَاِنَّا لَنَرْجُوْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَبِيْ لٰكِنِّيْ اَنَا وَالَّذِيْ نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنَّ ذٰلِكَ بَرَدَ لَنَا وَاَنَّ كُلَّ شَيْءٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَاْسًا بِرَاْسٍ فَقُلْتُ اِنَّ اَبَاكَ وَاللّٰهِ كَانَ خَيْرًا مِّنْ اَبِيْ

مشکوٰۃ باب البکاء والخوف

ترجمہ :۔

عن ابی بُردہ بن ابی موسیٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن عمرؓ نے کہا تم جانتے ہو میرے باپ نے تمہارے باپ سے کیا کہا تھا۔ میں نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں۔ عبداللہؓ نے کہا میرے باپ نے تمہارے باپ سے کہا تھا اے ابو موسیٰؓ کیا یہ بات تجھ کو خوش کرتی ہے کہ ہمارا اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی بعثت) کے ساتھ تھا۔ اور ہماری ہجرت آپکے ساتھ تھی۔ اور ہمارا جہاد آپ کے ساتھ تھا۔ اور ہمارے سارے اعمال آپکے ساتھ تھے جو ہمارے مال غنیمت کیطرح ہیں (یعنی ثابت و برقرار) اور آپکے بعد جو عمل ہم نے کئے ہیں ان سے اگر ہم برابر سرابر چھوٹ جائیں تو ہمارے لئے کافی ہیں۔

تمہارے باپ نے یہ سن کر میرے باپ سے کہا۔ نہیں یوں نہیں۔ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم نے جہاد کیا۔ ہم نے نماز پڑھی ہم نے روزے رکھے اور بہت سے نیک اعمال کئے۔ اور ہمارے ہاتھوں سے بہت سے لوگ مسلمان ہوئے اور اُمید ہے کہ ہم کو اِن اعمال کا ثواب ملیگا۔ میرے باپ نے یہ سن کر کہا لیکن میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ جو اعمال ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے ہیں وہی ثابت و برقرار ہیں اور جو اعمال ہم نے آپ کے بعد کئے ہیں اُن سے ہم برابر سرابر چھوٹ جائیں۔ میں نے یہ سن کر کہا کہ تمہارے باپ خدا کی قسم میرے باپ سے بہتر تھے۔ (بخاری)

اس کا مطلب یہ ہے کہ نیکیاں کر کے یہ خیال نہ کرے کہ میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ انسان خود ہی فیصلہ نہ کر بیٹھے کہ میں بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہو گیا ہوں اپنے اوپر مغرور نہیں ہونا چاہیئے۔ طالبعلم کتنا ہی محنتی ہو اور کورس خواہ کتنا ہی رٹا ہوا ہو لیکن جب تک ممتحن امتحان لے کر پاس نہ کرے اُسے اعتماد نہیں ہوتا۔

بعض اوقات سب سے کم درجہ کی استعداد رکھنے والے طالب علم نمبر اول پاس ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نیکیاں اتنی کراتے جتنی حضرت عمرؓ سے دین کی خدمت لی ہے لیکن اَنانیت پیدا نہ ہونے پائے۔ اعتماد

نیکیوں پر نہ ہو تو تین روحانی بیماریوں سے شفا نصیب ہو جاتی ہے۔

مہلک بیماریاں

جسمانی بیماریوں میں سب سے مہلک بیماری دق اور سل ہے۔ دق کے دس کروڑ مریض بھی ہوں تو روحانی بیماریوں سے کم ہیں۔ دق کا علاج اللہ تعالیٰ نے نہ ڈاکٹروں کو بتایا ہے اور نہ حکیموں (یونانی طبیبوں) کے پاس ہے۔ اس میں ایک درجہ ایسا آ جاتا ہے کہ مریض لا علاج ہو جاتا ہے۔ کل ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا ہوتا ہے اور آج موت واقع ہو جانے کے بعد آرام سے سو رہا ہے۔

مسئلہ:۔ رشتہ داروں کی انتظار میں جنازہ روک کر رکھنا غلط ہے۔ حکم یہی ہے کہ جب انسان فوت ہو جائے تو جلد از جلد قبرستان پہنچا دیں۔ دق اور سل مرنے سے پہلے ختم ہو جاتے ہیں لیکن روحانی امراض قبر میں بھی ساتھ جائیں گی۔ میدان محشر میں بھی تڑپائیں گی اور قیامت میں جہنم پہنچائیں گی

تین مہلک بیماریاں

۱۔ عجب ۲۔ کبر ۳۔ ریاء

عجب کے معنی خود پسندی ہے اگر تربیت یافتہ ہو تو خدا کے فضل کو اپنی محنت کا نتیجہ سمجھتا ہے۔ در اصل نیکی کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی بخشتا ہے اور انسان یہ سمجھتا ہے کہ میں نیک ہو گیا۔ جب تک نیکی کا یقین ہی نہ ہو کہ قبول ہے یا نہیں جس کو نیکی سمجھتے ہیں اس کی مثال ایسی ہے کہ دکاندار اپنی طرف سے حساب صاف کر کے بیٹھا ہوتا ہے لیکن آڈیٹر چیک کرنے والا ہزاروں کی غلطیاں نکالتا ہے۔ خدا تعالیٰ بھی نیکیاں [illegible] گا۔

[illegible] تعالیٰ [illegible]

[illegible] بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ
[illegible] سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ
[illegible] يُحْسِنُونَ صُنْعًا

(سورۃ الکہف ع ۱۲ پ ۱۶)

ترجمہ:۔ کہہ دو۔ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ جو اعمال کے لحاظ سے بالکل خسارے میں ہیں۔ وہ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں کھوئی گئی۔ اور وہ خیال کرتے رہے کہ بیشک وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

غرض نیکیوں پہ غرور پیدا نہ ہو۔ ہم تو سمجھیں کہ نیکیوں کے انبار لگ گئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نیکی کو نیکی ہی تسلیم کر کے کامیاب نہ فرمائیں۔

(۲) کبر۔ کبر کی تعریف ہے:۔
بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ
یعنی حق بات کو نہ ماننا اور اپنے آپ سے لوگوں کو حقیر سمجھنا۔ تربیت یافتہ ہوگا تو سمجھے گا۔ ممکن ہے اس شخص کی نیکیاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوں اور میری قبول نہ ہوں۔ غرض یہ کہ کسی کو حقیر نہ سمجھے گا۔ اور یہ خیال نہیں ہوگا کہ میں مغفور ہوں۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ سب نیکیوں کو قبول نہ کر لے۔

(۳) ریاء۔ ریاء کے معنی ہیں غیر کا دکھلاوا ریا شرک ہے

ایک آدمی نے کافی روپیہ خرچ کر کے مسجد بنائی اور دل میں خیالات آتے ہیں کہ لوگ کہیں گے کہ فلاں نے فلاں کے باپ نے فلاں کے دادا نے یہ مسجد بنوائی تھی تو ایسے ریاکار کو ایک اینٹ کا بھی ثواب نہیں ملے گا۔

حضرت فاروق اعظمؓ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع کریں۔ تو پھر انشاء اللہ نیکیوں کے کرنے کے باعث غرور پیدا نہ ہوگا۔ عجب اور ریاء سے بھی محفوظ رہے گا۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس مجلس میں بیٹھنے کی برکت سے ان اشخاص کا حال بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں کہا کرتا ہوں رنگ ہے قرآن رنگ فروش ہیں علماء کرام اور رنگ ساز ہیں صوفیائے عظام۔ ان کی برکت سے رنگ چڑھتا ہے۔ میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں اور آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ امراض روحانی سے شفایاب کر کے اس دنیا سے لے جائے۔

آپس میں مل بیٹھنے کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ میں آپ کو اطلاع دوں۔ کسی [illegible] نے کیا خوب کہا ہے ؎

نہ تھی حال کی جب اپنے خبر نظر آتے تھے سب کے عیب و ہنر
پڑی حال پہ جب کہ اپنے نظر
تو کسی کا کوئی عیب ہی نہ رہا

صوفیائے کرام ادھر سے رخ ہٹا کر ادھر کر دیتے ہیں ؎

تجھے پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

ہادی رخ پھیر دیتا ہے۔ گدھے کو آپ برا سمجھتے ہیں لیکن وہ اپنے مجازی آقا کی اطاعت خوب کرتا ہے۔ تھکا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن سارا دن بورے ڈھوتا ہے۔ گھوڑا پانچ سواریاں اور ٹانگہ لے کر بھاگا جا رہا ہے۔ چابک کھا رہا ہے۔ لیکن اپنے مجازی آقا کی اطاعت سے انکار کی مجال نہیں۔

ایک نکتہ

گدھا دو ڈیوٹیاں دے رہا ہے ایک مجازی آقا کی اور ایک حقیقی آقا کی تسبیح یعنی اللہ کے ذکر میں شاغل ہے۔ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو سمجھ دیتا ہے۔ انہیں اللہ ھو کے پاک نام کی برکت سے محسوس ہوتا ہے کہ گدھا دو ڈیوٹیاں دے رہا ہے

مگر یہ بدبخت انسان چوبیس گھنٹوں میں کل ۱۰ منٹ بھی نماز کے لئے خدا تعالیٰ کو نہیں دیتا۔

بقیہ اداریہ (صفحہ ۳ سے آگے)

آزادی ہندوستان کے دبانے سے نہ دب سکے گا۔ ڈر ہے کہ کسی دن یہ چنگاری بھی دنیا کے خرمن امن کو خاکستر نہ بنا دے

مندرجہ بالا سطور سے قارئین کرام کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ آج دنیا کس قدر خطرناک دور سے گذر رہی ہے۔ روس یا امریکہ کی ذرا سی لغزش بھی اس کو ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل سکتی ہے اس وقت اگر دنیا کے لئے کوئی راہ نجات ہو سکتا ہے تو وہ فقط اسلام کا ربانی پیغام ہے یہ صلح اور امن کا پیغام ہی دنیا کو ہلاکت سے بچا سکتا ہے۔ اس پیغام کو امریکہ اور روس کے ایوانوں میں پہنچانے کے لئے افراد یا انجمنوں کی کوششیں کارگر نہ ہونگی۔ اس کے لئے حکومتوں کی ضرورت ہے۔ لیکن ہماری بدقسمتی سے اسلامی حکومتیں بھی روس یا امریکہ کی حاشیہ بردار بنکر آپس میں الجھ رہی ہیں۔ ضرورت ہے کہ اسلامی حکومتیں سنبھلیں پہلے اپنے اختلافات مٹا کر متحد ہوں اور پھر دنیا کے سامنے اسلام کا پیغام پیش کریں۔ ہمیں یقین ہے کہ دنیا اس پر فوراً لبیک کہے گی۔ اور تیسری عالمگیر جنگ کا خطرہ

حضورؐ کے روضۂ اقدس کی زیارت کے آداب

(مرسلہ شیخ محمد حسین صاحب صابر جہلم)

محبت تجھ کو آدابِ محبت خود سکھا دیگی

(۱) اس میں اختلاف ہے کہ حج کو مقدم کرے یا زیارت کو۔

(۲) جب زیارت کا ارادہ کرے تو سب سے اوّل چیز یہ ہے کہ اس سفر میں سفر کی نیت کیا ہونی چاہئے بہت سے حضرات نے اس حدیث کی بنا پر یہ تحریر فرمایا ہے کہ روضہ اطہر کی زیارت کے ساتھ ساتھ مسجدِ نبوی کی بھی زیارت کی نیت کرے تاکہ اشکال ہی باقی نہ رہے۔ لیکن شیخ ابنِ ہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ اس عبدِ ضعیف کے نزدیک نیت کو خالص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے خاص کرنا چاہئے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام کی زیادتی بھی ہے۔ اور اس حدیث شریف پر عمل بھی ہے جس میں لا تعلمہ حاجۃ الا زیارتی وارد ہوا ہے۔ کہ میری زیارت کے علاوہ کوئی اور کام اس کو نہ ہو۔ پھر اگر کبھی مقدر نے یاوری کی۔ تو دوسری مرتبہ میں قبر شریف کے ساتھ مسجد کی زیارت کی بھی نیت کر لیں۔ اس حدیث کا شیخ نے ذکر فرمایا ہے۔ قطب عالم حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہ نے بھی اس کو ترجیح دی ہے۔ چنانچہ زبدۃ المناسک میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ غرض جب عزم مدینہ کا ہو۔ تو بہتر یوں ہی ہے کہ نیت زیارت قبر مطہر کی کر کے جائے۔ تاکہ مصداق اس حدیث کا ہو جاوے۔ جو کوئی محض میری زیارت کو آوے۔ شفاعت اس کی مجھ پر حق ہوگی۔

(۳) جب زیارت کی نیت کر کے سفر کرے۔ خواہ قبر اطہر کی زیارت کی نیت یا مسجد کی زیارت کی تو اپنی نیت کو خالص اللہ کی رضا کے واسطے خالص کرے۔ اس میں کوئی شائبہ ریا کا تفاخر کا شہرت کا سیر و سیاحت کا یا کسی اور دنیاوی غرض کا ہرگز نہ ہونا چاہئے کہ اس صورت میں نیکی برباد گناہ لازم ہے۔ اگر محض اس وجہ سے سفر کیا۔ کہ لوگ طعن دیں گے کہ بخل کی وجہ سے مدینہ کا سفر بھی نہ کیا۔ تو اپنی جان کو بے فائدہ مشقت میں ڈالا اور پیسے بھی ضائع کئے۔

(۴) ملا علی قاری نے شرح لباب میں لکھا ہے کہ نیت کے خالص ہونے کی علامت یہ ہے کہ فرائض اور سنن نہ چھوٹنے پائے۔ ورنہ زیارت سے مشقت اور مالی نقصان کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔ بلکہ توبہ اور کفارہ ذمہ ہو گیا۔ بندہ ناکارہ کے خیال میں سنن کا اس سفر میں خاص اہتمام رکھے۔ اگرچہ سفر کی وجہ سے سنتوں میں تخفیف آ جاتی ہے۔ اور سفر میں سنتوں کا وہ حکم نہیں رہتا۔ جو حضر میں ہے۔ لیکن مدینہ پاک کی حاضری میں حتیٰ الوسع زیادہ اہتمام لازم ہے۔ بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات عادت شریفہ کی تحقیق کرے۔ ان کے اتباع کی سعی کرے۔ تو اس سفر کی شان کے زیادہ مناسب ہے۔

(۵) اس سفر میں درود شریف کی خصوصیت سے کثرت رکھے۔ اور نہایت توجہ سے پڑھے۔ تمام علماء نے اس کی بہت تاکید کی ہے کہ اس سفر میں درود شریف کی نہایت کثرت کرے۔ جتنی کثرت ہوگی اتنا ہی مفید ہوگا۔ بلکہ ملّا علی قاری نے تو شرح لباب میں لکھا ہے کہ فرائض اور ضروریات معاش سے جتنا وقت بچے وہ سب کا سب درود شریف کے پڑھنے میں صرف ہو۔ اس لئے کہ جتنی بھی مقصد میں توجہ تمام ہوگی۔ اتنا ثواب زیادہ ہوگا۔

ابن حجر شرح مناسک نووی میں لکھتے ہیں۔ کہ اس راستہ میں درود شریف کی کثرت افضل ہے۔ تو کیا تلاوت سے بھی افضل ہوگی۔ یا تلاوت اس سے افضل ہے۔ تو دونوں برابر صورتیں ہونگی۔ اور اسی طرح سے ہر وہ جگہ جہاں درود شریف کی کثرت مطلوب ہے جیسا کہ شب جمعہ وغیرہ۔ اور ظاہر یہ ہے کہ اس جگہ درود شریف کی کثرت تلاوت کی اکثریت سے بھی افضل ہے۔ اس لئے کہ یہ اس وقت ایک وقتی وظیفہ ہے اور علماء نے اس کی تصریح کی ہے۔ کہ تلاوت مطلقاً افضل ہے لیکن جن مواقع کے لئے خاص خاص ذکر ہوئے ہیں۔ وہاں وہی ذکر افضل ہوں گے۔

(۶) ذوق شوق پیدا کرے۔ اور جتنا قریب ہوتا جائے۔ شوق و اشتیاق میں زیادتی پیدا کرے۔ شعر ملاحظہ ہو ؎

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

ترجمہ:۔ جب وصل کا وعدہ قریب آتا ہے۔ تو شوق کی آگ اور زیادہ بھڑک جایا کرتی ہے۔ کبھی کبھی اس شوق کو پیدا کرنے کے واسطے نعتیہ اشعار بھی پڑھ لیا کریں۔ حضورؐ کی سیرت کی کوئی کتاب ساتھ ہو یا مل جائے تو اس کو پڑھ لیا کریں یا سن لیا کریں۔ آپس کی مجلسوں میں حضورؐ ہی کے حالات کا تذکرہ رہا کرے۔ اور جوں جوں مدینہ پاک کے قرب کا آتا جائے۔ اس میں خوشی اور اشتیاق بڑھتا جائے۔

(۷) راستہ میں جو مسجد اور مواقع ایسے آئیں۔ جن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرامؓ کا قیام یا نماز پڑھنا معلوم ہو، ان کی زیارت کرتا جائے اور وہاں نفل پڑھے۔ یا ذکر و تلاوت کرے۔ اسی طرح جو کنوئیں راستہ میں ایسے آئیں۔ ان کا پانی برکت کی نیت سے پیئے۔ اِن سب میں معرس جو ذوالحلیفہ کے قریب ہے وہاں نماز پڑھنا زیادہ اہم ہے۔ شافعیہ اس کو سنت مؤکدہ کہتے ہیں اور بعض ائمہ سے اس کا واجب ہونا منقول ہے۔
(شرح مناسک نووی)

(۸) جب مدینہ شریف نزدیک آئے تو بہت زیادہ ذوق اور شوق میں غرق ہو جاوے۔ کثرت سے درود شریف بار بار پڑھے۔ اگر سواری پر ہو تو

اس کو تیز چلانے کی کوشش کرے حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ شریف قریب ہوتا۔ تو اپنی سواری کو زیادہ تیز چلاتے وَ اَبْرَحُ مَا یکون الشوق یومًا۔ اِذ ادنت الخیام الی الخیام۔ (ترجمہ) سب سے زیادہ شوق اس دن ہوا کرتا ہے کہ عشاق کے خیمے معشوق کے خیمہ کے قریب ہو جائیں۔

(۹) جب مدینہ پاک کی دیواروں پر نظر پڑے۔ اس کے معطر باغ نظر آنے لگیں۔ جو بیرعلی کے بعد سے نظر آنے لگتے ہیں۔ تو روتا ہوا ننگے پاؤں چلے۔

(۱۰) جب فصیل مدینہ شریف آجاوے تو درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ ھٰذا حرم نبیک فاجعله لی وقایه من النار وسوء الحساب۔ اے اللہ یہ تیرے نبی کا حرم آگیا ہے اس کو تو میرے آگے سے بچنے کا ذریعہ بنا دے اور عذاب سے بچنے کا ذریعہ بنا دے اور حساب کی برائی سے بچنے کا سبب بنا دے۔ اِس کے بعد اس شہر کی خیر و برکت حاصل ہونے کی دُعا مانگے اور اس کے آداب بجا لانے کی توفیق کی دعا کرے۔ اور کسی نامناسب حرکت میں مبتلا ہونے سے بچنے کی دُعا مانگے۔ اور خوب دعائیں کریں۔

(۱۱) بہتر یہ ہے۔ کہ شہر میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرے۔ اور پہلے موقع نہ ملے۔ تو داخل ہونے کے بعد مسجد میں داخل ہونے سے پہلے کرے۔ اگر غسل نہ ہو سکے۔ تو کم از کم وضو ضرور کرے۔ لیکن زیادہ بہتر غسل ہی ہے۔ کہ جتنی طہارت ہوگی اتنا ہی بہتر ہے۔ اسکے بعد بہترین لباس پہنے۔ اور خوشبو لگائے۔ مگر تواضع اور عاجزی ملحوظ رہے۔ تفاخر پاس نہ آئے۔

(۱۲) بعض علماء نے اس وقت کچھ صدقہ کرنا بھی آداب میں لکھا ہے۔ یعنی مسجد میں داخل ہونے سے پہلے پہلے کچھ صدقہ کرے۔ ابن حجر لکھتے ہیں کہ مسنون طریقہ یہ ہے۔ کچھ صدقہ کرے چاہے تھوڑا ہی ہو اور اس کا اہل مدنی پر صرف کرنا بہتر ہے۔ البتہ اگر غیر مدنی زیادہ محتاج ہوں تو وہ مقدم ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔ اے ایمان والو جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کرو۔ تو اس سے پہلے کچھ خیرات دیدیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور گناہوں سے پاک ہونے کا ذریعہ ہے۔ اگر تم میں صدقہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہیں۔ یہ حکم ابتداء میں واجب تھا۔ بعد میں منسوخ ہو گیا تھا۔

(۱۳) جب شہر میں داخل ہو۔ تو اس وقت کی خصوصی دعائیں پڑھتا ہوا نہایت خشوع خضوع سے داخل ہو۔ اب تک کی غیر حاضری کا دل میں قلق ہو۔ دُنیا میں حضور کی زیارت نصیب نہ ہونے کا رنج ہو۔ آخرت میں زیارت نصیب ہونے کی آرزو اور تمنا ہو۔ اور جیسا کہ کسی بڑے سے بڑے دربار میں حاضری کے وقت رعب و جلال کا اثر ہوتا ہے۔ وہی منظر یہاں ہو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ملحوظ ہو۔ اور درود شریف لگاتار زبان پر جاری ہو۔

(۱۴) جب روضہ شریف پر نظر پڑے تو عظمت و ہیبت اور حضور کی بڑائی کا استحضار ہو۔ اور یہ سوچے کہ اس پاک قبہ میں وہ ذاتِ اقدس ہے جو ساری مخلوقات سے افضل ہے۔ انبیاؑ کی سردار ہے۔ فرشتوں سے افضل ہے۔ قبر مبارک کی جگہ ساری جگہوں سے افضل ہے۔ جو حصہ حضورؐ کے بدن مُبارک سے لگا ہوا ہے۔ وہ کعبہ سے افضل ہے۔

(۱۵) شہر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے مسجدِ نبوی میں حاضر ہو اگر مستورات کی یا سامان وغیرہ کی مجبوری ہو تو دوسری بات ہے۔ ورنہ سب علماء نے لکھا ہے۔ کہ شہر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے مسجد میں حاضر ہونا افضل ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول بھی یہی تھا۔ کہ جب سفر سے واپس تشریف لائے۔ تو اوّل مسجد میں تشریف لے جاتے۔

(۱۶) عورتوں کے لئے مناسب یہ ہے کہ اگر شہر میں دن کو داخل ہونے کی نوبت آئے۔ تو وہ رات کا انتظار کریں اور رات کے وقت مسجد میں حاضر ہوں۔ اس لئے کہ اُن کے لئے ہر وہ چیز مقدم ہے جو پردہ میں معین ہے

(۱۷) مسجد میں داخلہ کے وقت اس جگہ کے آداب کی خاص رعایت رکھے۔ دایاں پاؤں سے پہلے مسجد میں داخل ہو۔ اور مسجد میں داخل ہونے کی دعا پڑھے۔ اعتکاف کی نیت کرے۔ ویسے ہر مسجد میں داخل ہونے کے وقت بھی اعتکاف کی نیت کر لینی چاہیئے۔ مفت کا ثواب ہے۔

(۱۸) بہتر یہ ہے کہ مسجد میں باب جبرئیل سے داخل ہو۔ کہ حضورؐ کا معمول اسی دروازہ سے داخل ہونے کا تھا۔ جس کی وجہ غالبًا یہ ہے کہ ازواج مطہرات کے حجرے اسی جانب زیادہ تھے۔ (شرح مناسک نووی) لیکن اس دروازہ سے داخل ہونا ضروری نہیں ہے۔ جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جائے (شرح لباب)

(۱۹) مسجد میں داخل ہونے کے بعد عاجزی اور انکساری میں بہت اہتمام کرے۔ وہاں کی زیب و زینت فرش فروش قالین اور قمقموں میں نہ لگ جاوے۔ نہ اِن چیزوں کی طرف توجہ کرے۔ ادب اور وقار سے نظریں نیچی کئے ہوئے نہایت ہی ادب و احترام سے جائے۔ بے ادبی اور لاُابالی پن کی کوئی حرکت نہ کرے۔ بڑے اُونچے دربار میں پہنچ گیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ بے ادبی کی کوئی حرکت حرماں و خسراں کا سبب بن جاوے۔

(۲۰) مسجد میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے روضۂ اطہر میں جائے۔ یہ جگہ وُہ حصّہ ہے جو منبر شریف اور قبہ شریف کے درمیان ہے حضور کا ارشاد ہے کہ میری قبر اور میرے منبر کا درمیانی حصّہ جنّت کے باغوں میں ایک باغ ہے۔ اگر باب جبرئیل سے داخل ہونے کی نوبت آئی ہے۔ تو بہتر یہ ہے کہ حجرہ شریف کے پیچھے سے روضہ میں جائے۔ تاکہ حجرہ کے سامنے سے گزرنے کی صورت میں بغیر سلام کئے آگے بڑھنا نہ پڑے۔

(۲۱) روضۂ مقدسہ میں پہنچ کر اوّل تحیۃ المسجد کا پڑھنا اولیٰ ہے۔ اس لئے کہ یہ اللہ تعالےٰ کا حق ہے جو رسول کے حق پر مقدم ہے۔

سلسلہ کیلئے دیکھئے ص ۱۶

مسلمانوں کے تنزل کا سب سے بڑا سبب اور اس کا واحد علاج

از قلم عزیز الاسلام محمد عظمت اللہ صاحب علوی بہاولپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پانی کے قطرے انفرادی حالت میں بحر فنا کے تلاطم میں اپنی ہستی کا نشان کھو دیتے ہیں اور جب وُہی قطرے اتحادی و اجتماعی صُورت اختیار کر لیتے ہیں تو سمندر جیسی مہیب اور ناقابل تسخیر شے بن جاتے ہیں کہ جس کے عبُور کے لیئے ازمنہ ماضیہ و حال میں بہترین دریائی آلہ سفر تیار کیئے گئے اور بارہا ایجادات و اختراعات کے کمال کا تجربہ کیا گیا۔ مگر اکثر ایسا ہوا ہے۔ کہ قوت ایجاد و اختراع نے زبان حال سے اپنے عجز و قصور اور کوتاہ نظری کا اعتراف کر لیا ہے اور سمندر کی موجوں کے ایک ادنےٰ سے ادنےٰ اور معمُولی سے معمُولی دھکے نے بڑے بڑے قوی ہیکل جہازوں کو چشم زدن میں غرقاب کر دیا ہے۔ سُورج کی گرمی اور گرم شعاعیں دریا کی موجوں سے بار بار ٹکراتی ہیں اور تیزی و قوت حدت کے بھروسے پر پانی کے اجزائے مجتمعہ کو دستبرد کرنا چاہتی ہیں۔ مگر نظام اجتماعی کی زبردست طاقت کے سامنے اُن کے حملے سطح آب پر پہنچ کر ماند اور سرد پڑ جاتے ہیں اور وہی اجزا جب بحالت انتشار ہوتے ہیں تو زمانہ کی انقلابی و گرم ہوائیں اور نمونہ جہنم اجرام فلکی میں سب سے زیادہ گرم کردار و رفتار سیارہ آفتاب اُن کی ہستی کو تجزیہ اور تحلیل کر کے نیست و نابود کر دیتا ہے۔

نظام عالم میں ایسی مثالیں استقراء و تلاش کے بعد اس حد کو پہنچتی ہیں کہ ان کا احاطہ دشوار اور غیر ممکن ہے اور وہ سب کی سب انہیں دُو کلیات ۱۔ جمعیت و اتحاد ۲۔ تفرقہ و انتشار کی جزئیات ہیں۔ اور قدرت کے یہی دو اصول ہیں جو بنی نوع انسان میں اسی طرح جاری و قائم ہیں۔

جس طرح دنیا کی دوسری اشیاء پر حاوی ہیں لہٰذا لطور نتیجہ ہر ذی عقل کو یہ ماننا پڑے گا کہ اقوام عالم کے حیات و ممات کا سب سے بڑا راز قدرت نے انہیں دو کلیات کے اندر ودیعت رکھا ہے۔ جب کوئی قوم حیات ابدی کی خواہاں یا مردہ ہونے کے بعد نشاۃ ثانیہ یعنی دوبارہ زندگی کی جویاں ہوتی ہے تو اس کو سب سے پہلے اسی قاعدہ تنظیم کے سامنے سر اطاعت خم کرنا پڑتا ہے اور جب بدبختی ادبار تنزل و انحطاط کا شکار ہونا چاہتی ہے تو نفاق۔ شقاق۔ اختلاف۔ افتراق جیسی تباہ کن بیماریوں میں مبتلا ہو کر دائمی مریض کی طرح ان سے مانوس ہو جاتی ہے۔ اور اپنے آپ کو تندرست سمجھ کر علاج کی طرف بالکل راغب نہیں ہوتی۔ قرون ماضیہ میں جب تک مسلمانوں میں اتحاد و تنظیم قومی کا عام رواج تھا۔ اور تہذیب و اخلاق۔ اخوت۔ ہمدردی اور رواداری کی زندہ مثال تھے اور دنیا ان کے افعال و کردار سے سبق حاصل کرتی تھی۔ جب تک وہ

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا (قرآن مجید)

خدا کی رسّی و قرآن کو متفق ہو کر مضبوط پکڑ لو اور آپس میں تفریق نہ پیدا کرو۔ اور خُدا کی نعمت کو یاد کرو کہ تم ایک دوسرے کے دشمن بنے ہوئے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے تمہارے دلوں میں باہمی محبت پیدا کر دی۔ جس کے بعد تم بھائی بھائی ہو گئے۔

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۔ قرآن مجید

اللہ اور اس کے رسول کے مطیع بنو۔ اور آپس میں تنازع نہ کرو۔ ورنہ پھسل جاؤ گے اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔ لہٰذا ہر مصیبت پر صبر و برداشت سے کام لو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ قرآن مجید

ان لوگوں کا کام باہمی مشورہ سے ہوتا ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم امر دین میں صحابہؓ سے مشورہ کرو۔

اس پر عامل رہے اور اس حکم کی حقیقت و نکتے کو سمجھنے کی کوشش کرتے رہے جس میں اتفاق، اتحاد، اور مل جل کر کام کرنے کے متعلق ہدایات دی گئی ہیں تو اس وقت تک عروج و اقبال، جاہ و جلال حکومت و سطوت۔ شان و شوکت یہ چیزیں اُن کی غلام اور لونڈی رہیں، بڑی بڑی سلطنتیں اُن کے رُعب و جلال کے آگے سرنگوں ہو گئیں عام کامیابی اور اطمینان ان کا غلام رہا۔ علوم و فنون کے تمام شعبوں کے واحد مختار کار و مالک کہلائے۔ لیکن جس تاریخ سے ان میں بجائے یکجہتی و یگانگت کے اختلاف، بغض، حسد، عداوت و دشمنی وبا پھوٹ پڑی اس دن سے تنزل، انحطاط۔ ادبار۔ مصائب افلاس و ناداری کی گھٹائیں سروں پر منڈلانے لگیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قرآنی زبان میں

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ قرآن مجید

اگر تم رو گردانی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ پر دُوسری قوم کو مقرر کرے گا۔ کہ وہ تمہاری طرح نہ ہوگی۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْئًا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۔ قرآن مجید

تم راہ حق سے پھر جاؤ گے تو میں اپنا فرض رسالت ادا کر چکا اور پروردگار تمہارا قائم مقام کسی دوسری قوم کو کر دے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

سُنت الٰہیہ پوری ہوئی اور دُنیا کے تمام حصے جن کے وہ مالک و مختار تھے چھین لیئے گئے اور اُن کا وزن دُنیا میں آہستہ آہستہ گھٹ کر اس درجہ کو پہنچ گیا کہ وہ سب سے زیادہ بے وزن سب سے پستی میں مبتلا ہو گئے۔ تمام اوصاف و خوبیاں مبدل بہ نقائص ہو گئیں۔ عرصہ کائنات ان پر تنگ ہو گیا جن کا خمیازہ آج تک ہم بھگت رہے ہیں۔

اور اپنی بربادی و زبون حالی پر آٹھ آٹھ آنسو بہانے پر مجبور ہیں۔ یہ کیوں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اس مرکز ثقل سے بہت دور ہٹ گئے ہیں۔ جس پر قائم رہنے سے ہمارا وزن بھاری تھا۔ ہم اس عُرْوَةُ الْوُثْقٰی اور حبل متین کو جس کو "خدا کی کتاب" کہتے ہیں۔ چھوڑ بیٹھے۔ اس لئے جادۂ مستقیم سے پھسل گئے۔

ہم نے اس قومی تنظیم کے قلعہ کی جڑ کھوکھلی اور متزلزل ہی نہیں کر دی۔ جس پر اسلامی شان و شوکت کا پھریرا لہرا رہا تھا۔ بلکہ ہم نے اپنے ہی ہاتھوں سے کھود کر پھینک دی۔ جس کی وجہ سے بے سہارا و بے پناہ ہو گئے۔ ہم نے نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس مقرر کردہ بنیاد سے انحراف کیا۔ جس پر ہماری قومی عمارت کا سنگِ تعمیر رکھا گیا تھا۔ جس کے سبب سے ہمارا قصر وقار پستی کے گڑھے میں آ پڑا۔ اور ہم بے خانماں رہ گئے۔

وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ۔ قرآن مجید

(جو مصیبتیں تمہیں پیش آئی ہیں۔ وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی ہیں۔)

لہذا اگر ہم چاہتے کہ اپنی کھوئی ہوئی عظمت و دولت و ثروت پر دوبارہ پھر قابض ہوں اور مٹی ہوئی رفعت و بلندی کو پھر حاصل کریں تو ہمیں رجعت قہقری کے سوا چارہ نہیں۔ ہمیں پھر اسی طریق کار کو بلا تفاوت نسب و حسب اپنانا ضروری لازمی ہے۔ جس کو اسلام اور سلف صالحین نے بتلایا ہے۔ ہمیں پھر وہی روش اختیار کرنی لازمی ہے جو ہمارے قرون اولٰے کے بزرگوں نے کی اور تا اختتام دنیا اس پر چل کر نجات و فلاح دارین حاصل کرنیکا درس دیا۔ ورنہ زمانہ کا گلہ و شکوہ فضول ہے آسمان کی شکائتیں بیکار ہیں۔ زمانہ ہمارا مخالف نہیں۔ ہم خود اپنے مخالف ہیں ؎

اگر ہم دل سے خواہاں ہیں یہ بیگانہ یگانہ ہو
روش اسلاف کی سیکھیں کہ پھر اپنا زمانہ ہو

بقول حضرت امام مالکؒ

لا یصلح اخر ھذہ الامۃ الا بما صلح اولھا۔

(اس امت کے آخری حصہ کی اصلاح اسی طرح اور اسی چیز سے ہوگی۔ جس طرح اور جس چیز سے اس کے اول کی ہوئی)

ہمارے بزرگ خدائی احکام پر جاں نثار تھے۔ خدائی طاقتیں ان پر نثار تھیں۔ ہر شعبہ زندگی رفتار و کردار سنت نبوی علیہ السلام کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔ لہذا ان خدائی وعدوں کا ان پر پورا ہونا لازمی تھا۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ قرآن مجید

جس نے کہا مانا اللہ کا اور کہا مانا اس کے رسول کا۔ بیشک وہ بڑی کامیابی کو پہنچا۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۝ قرآن مجید

جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل بھی کرتے رہے۔ ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ ایک نہ ایک دن ان کو ملک کی خلافت ضرور عنایت کرے گا۔ جیسا کہ اس نے ان لوگوں کو عنایت کی تھی جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ اور جس دین و اسلام کو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے۔ تجویز کیا ہے۔ اسکو غالب و پائیدار کر دے گا۔ اور ان کے خوف و مصائب کو امن سے بدل دے گا۔

اب ہمیں خوب ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ ہم بحیثیت مسلمان ہونے کے جب تک پروگرام زندگی قرآن مجید کو نہیں بنائیں گے کامیابی و سرخروئی ہونا غیر ممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے اور قرآن مجید کے سیدھے سادے اصولوں پر پابندی کوئی دشوار اور کٹھن کام نہیں۔ بلکہ عین فطرت کے مطابق سہل تر ہے ہمارا کام صرف اپنے رُخ کو تبدیل کرنا ہے کیونکہ ہمارا رُخ آجکل محض مادیت کی طرف ہے لہذا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ دین پر چلنا بہت ہی دشوار ہے۔ حالانکہ یہ بدیہ غلطی ہے اور کج فہمی ہے ؎

اللہ کی راہ ابتک ہے کھُلی آثار و نشاں سب قائم ہیں
اللہ کے بندوں نے لیکن اس راہ پر چلنا چھوڑ دیا
جب سر میں ہوائے طاعت تھی سرسبز شجر امید کا تھا
جب صرصر عصیاں چلنے لگی اس پیڑ نے پھلنا چھوڑ دیا
(اکبر الہ آبادی)

قوانین اسلام پر عمل

اسلام اپنے معنے و مصداق کے لحاظ سے بڑی وسیع و بدیع چیز ہے۔ اپنے ایک ماننے والے اور عمل کرنے والے کے ساتھ اسکی ابتدائے پیدائش سے لے کر آخری لمحہ حیات بلکہ اس کے بعد ابد تک جس قدر تعلقات وابستہ ہیں سب اسلام کے مفہوم میں شامل و داخل ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ اسلامی دفعات دو قسم کے ہیں۔ ایک کا تعلق انسان کی مادی زندگی سے ہے اور دوسری قسم کا تعلق حیات روحانیہ اور بعد [illegible]ات ابدالآباد سے ہے۔

فی الحال پہلے حصہ کے متعلق مشتے از خروارے عرض کرتا ہوں۔ کیونکہ ثانی حصہ در اصل پہلے ہی کا نتیجہ ہے اور یہ ہر ذی علم و شعور جانتا ہے کہ نتیجہ کے حسن و قبح، غلط و صحیح کا قیاس اس کے اسباب و مفردات کی صحت و سقم پر موقوف ہے۔ جس قدر کسی مسلمان کی اسلامی حالت درست ہوگی۔ اسی انداز سے اس کی آخرت پر اچھا اثر پڑے گا اور جس درجہ اس کی مذہبی حالت خراب ہوگی۔ اسی حیثیت سے آخرت کی زندگی میں اس کو ندامت و شرمندگی اور تکالیف کا منہ دیکھنا ہوگا۔ اس لئے سب سے پہلے ہمیں یہ معلوم کر لینا ضروری ہے کہ اسلام کیا شئے ہے اور اس کے فرائض ہم پر کیا ہیں؟

اسلام خدائے حیّ و قیوم کا فرستادہ روحانی و جسمانی فطرت انسانی کے مطابق ایک مکمل دستور العمل ہے اور انسانی ضروریات معاشرت کے لئے بہترین قانون ہے۔ مسائل تہذیب و اخلاق کا قدرتی تجویز شدہ آئین ہے۔ تمدنی و سیاسی احکام کا قابلِ تبدیل ضابطہ ہے۔ رُوح و روحانیت کے فضائل کا پُرلطف مجموعہ ہے۔ جس کو محبت کے ساتھ لینا۔ سر آنکھوں سے لگانا ہر کلمہ گو کا مقتضائے ایمان ہے۔ اس پر عمل کرنا ہر انسان کے لئے ذریعہ نجات ہے۔ اور اس کی اشاعت و تبلیغ میں حتی المقدور سر گرم ہونا خالق کائنات کو راضی کرنا ہے۔ جن سعید ہستیوں نے صدق دل سے قبول کرکے عامل ہوئیں۔ وہ فلاح دارین کے حصول میں کامیاب ہوئیں جس خوش نصیب گروہ انسانی نے اس کی روشنی سے اکتساب نور کیا۔ اس کو خدائی راہ مل گیا۔ جس سعادت مند جماعت نے اس کو اپنا ہادی بنایا اور طلب صادق کے ساتھ خدائے قدوس کی طرف قدم بڑھایا۔ شاہد مقصود تک اس کی رسائی ہو گئی۔ جن لوگوں نے اس کے سایہ میں جد و جہد کی دینی و دنیوی فتوحات کے دروازے ان پر کھل گئے جس نیک بخت قوم نے خداوند عالم کی ربوبیت اور وحدانیت کا صدق دل سے اقرار کیا۔ اور اس پر استقامت دکھائی۔ اس نے خالق کون و مکان کی رافت و رحمت کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ اس نے حقیقی مالک الملک کو اپنا ولی بنا لیا۔ پھر باقی کیا رہا۔ اس کی دُنیا و آخرت دونوں درست ہو گئے۔ اور اس کی تمام خواہشیں پوری ہو گئیں

باقی آئندہ

دورِ حاضر کے مسلمانوں کیلئے لمحۂ فکریہ!



ہمارے اسلاف نے اسلام کی پاکیزہ تعلیم پر عمل پیرا ہو کر جو سنہری کارنامے سرانجام دیئے تھے وہ قیامت تک جریدۂ عالم پر اس شان سے ثبت رہیں گے۔ کہ لیل و نہار کی پیہم گردشیں بھی انہیں مٹا نہ سکیں گی۔ ایسا کیوں نہ ہوتا؟ جبکہ اُن کا ایمان تھا کہ عزیز ترین متاع اور قیمتی سرمایہ اسلام ہی ہے۔ اگر اسلام ہے تو سب کچھ نہ ہونے کے باوجود بھی سب کچھ ہے۔ اور اگر اسلام نہیں تو سب کچھ ہونے کے باوجود بھی کچھ نہیں۔ قیمتی سے قیمتی پونجی اسلام پر قربان کی جا سکتی ہے لیکن اسلام کسی قیمت پر بھی ہاتھ سے نہیں دیا جا سکتا۔

اسلام کے متعلق ان کا یہ ناقابلِ تزلزل اعتقاد صرف زبانی جمع خرچ تک محدود نہ تھا بلکہ انہوں نے عمل سے اس کا ثبوت بہم پہنچایا تھا۔ جب ضرورت پڑی جائداد، وطن، اولاد حتیٰ کہ جان عزیز تک نثار کرنے سے انھوں نے دریغ نہ کیا۔ اسلام کے لئے اِن کی یہ قربانیاں اسلام کے ساتھ والہانہ محبت و شیفتگی کی اچھی طرح آئینہ دار ہیں۔ اور تاریخ کا قابلِ صد افتخار سرمایہ ہے۔

اسلام نے بھی اپنے فیوض و برکات کے خزانے ان پر وا کر دیئے تھے۔ اسلام نے انھیں عزّت و عظمت غلبہ و اقتدار سے مالا مال کر دیا تھا۔ جرأت و دلیری، غیرت و حمیت بخشی تھی۔ اتحاد و امن، حقیقی مسّرت اور سکون قلب سے ان کو نوازا تھا۔ ہر قسم کی کامرانی و شادمانی سے شاد کام کیا تھا غرضیکہ کونسی نعمت تھی جو اسلام نے اُن کو نہ دی تھی۔ اور کونسا فیض تھا جو انہوں نے اسلام سے حاصل نہ کیا تھا۔ انہوں نے اپنے اپنے دامن کی وسعت کے مطابق اسلام کے خزانۂ عامرہ سے لعل و جواہر کی جھولیاں بھری تھیں۔ خود بھی نہال و خوشحال ہوتے تھے۔ دُنیا کو بھی شاد کام کیا تھا۔

انھوں نے دنیا کو امن دیا تھا۔ مسّرت دی تھی۔ علم کی روشنی سے منوّر کیا تھا۔ عدل و انصاف سے نوازا تھا۔ صحیح انسانیت سے روشناس کیا تھا۔ غلامی کی آہنی زنجیریں کاٹی تھیں۔ مظلوموں کو پنجۂ جور و استبداد سے چھوڑایا تھا۔ زخموں پر مرہم رکھی تھی۔ اسی واسطے یگانے تو یگانے بیگانے بھی انھیں محبّت و الفت کا دیوتا تصوّر کرتے تھے۔

ہمارے اسلاف نے اشاعتِ اسلام کے لئے لمبی چوڑی تقریروں، منطقیانہ موشگافیوں، فلسفیانہ نکتہ آرائیوں کو چنداں درخورِ اعتناء نہ سمجھا تھا۔ بلکہ اپنی سیرت اپنے کردار سے اسلام کی صداقت و حقانیت کا ثبوت بہم پہنچایا تھا۔ اُن کے حسن سلوک اور بلند اخلاق کو دیکھ کر دنیا اسلام کی صداقت ماننے پر مجبور ہو جایا کرتی تھی۔ اسلام کے اندر جو کشش اور جاذبیت ہے اس کو وہ اپنے حسنِ عمل سے نمایاں کرتے تھے المختصر اسلام کی شمع فروزاں لے کر انہوں نے زندگی کے تاریک سے تاریک گوشوں کو اجال دیا تھا۔ اس طرح انہوں نے اسلام کو بھی سربلند کیا تھا اور خود بھی اسلام کی برکت سے اس بلندی پر متمکن ہوئے تھے جہاں ستارے بھی اِن کی گردِ راہ ہو کر رہ گئے تھے۔

اب ذرا دورِ حاضر کے مسلمانوں پر بھی چھچھلتی نظر ڈالئے۔ ہمارا اسلام کے ساتھ تعلق محض زبانی جمع خرچ تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ جہاں تک عمل کا تعلق ہے اسلام کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے بلکہ اس کا احترام بھی لوحِ قلب سے محو ہو چکا ہے۔ ہم نے اسلام کو سربلند تو کیا کرنا تھا اسے گرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم دُنیا کو اسلام کے قریب لانے کی بجائے دور ہٹا رہے ہیں۔ ہماری کرتوتوں اور لچھنوں کو دیکھ کر دنیاء اسلام سے متنفر اور بدظن ہو رہی ہے۔ ہمارا وجود اسلام کے لئے باعث ننگ و عار ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آج ہم ان تمام چیزوں سے محروم کر دیئے گئے ہیں جن سے اللہ تعالےٰ نے ہمارے اسلاف کو مالا مال کیا تھا۔ رحمت و برکت کے دروازے مسدود ہو چکے ہیں۔ مسلم قوم کی زبوں حالی اور درماندگی ضرب المثل ہو کر رہ گئی ہے۔ غلبہ و اقتدار چھن چکا ہے۔ وہ مسلمان جو دنیا کو امن و سکون سے ہمکنار کرنے آئے تھے۔ آج وہ خود امن کو ترستے ہیں۔ وہ مسلمان جنہوں نے بے سہاروں کا سہارا بننا تھا۔ آج خود سہاروں کے متلاشی ہیں۔ وہ مسلمان جو دُنیا کو امن و سکون سے ہمکنار کرنے آئے تھے۔ آج وہ خود امن کو ترستے ہیں۔ وہ مسلمان جنہوں نے بے سہاروں کا سہارا بننا تھا آج خود سہاروں کے متلاشی ہیں۔ وہ مسلمان جنہوں نے کمزوروں اور ضعیفوں کی دستگیری کرنی تھی۔ آج اپاہج بن کر دوسروں کی دستگیری کے محتاج ہیں۔ وہ مسلمان جنہوں نے دوسروں کو باہم گلے ملانا تھا آج خود وہ دست و گریباں ہیں۔ وہ مسلمان جنہوں نے دکھی انسانیت کے دکھوں کا مداوا کرنا تھا آج وہ خود لا علاج بیماریوں کا شکار ہو چکے ہیں۔

دُنیا میں مسلمان کا کوئی وقار نہیں اس کی آواز میں کوئی وزن نہیں۔ اقوام عالم کی صف میں اس کا کوئی مقام نہیں۔

آج دُنیا حقیقی سکون ڈھونڈ رہی ہے لیکن نہیں ملتا۔ کبھی وہ کمیونزم کی آغوش کی طرف لپک رہی ہے۔ کبھی اس کی نگاہ سرمایہ دارانہ جمہوریت کی طرف اٹھتی ہے۔ لیکن چین کسی طرح بھی نہیں مل رہا۔ کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر دُنیا کا چالیس کروڑ مسلمان اسلام کو بطور نظام زندگی اپنا کر دُنیا کو بتا دیتا۔ کہ دکھی انسانیت کے تمام دکھوں کا علاج نظام اسلام میں ہے۔ نہ اشتراکیت میں اور نہ مغربی جمہوریت میں۔ مگر افسوس صد افسوس ایسا نہ ہوا۔ ان حالات میں اگر کہا جائے کہ دنیا کو اسلام کی آغوشِ رحمت میں آنے

سے روکنے کی ذمہ داری خود مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے تو بالکل بجا ہے۔

اُمّتِ مسلمہ! ذرا سوچ تو سہی! کہاں ہے وہ عزم و استقلال جس سے ٹکرا کر پہاڑ بھی پاش پاش ہو جایا کرتے تھے۔ کہاں ہے؟ وُہ اخوت و محبّت جس سے دلوں کو مفتوح کیا جاتا تھا۔ کہاں ہے؟ وُہ شجاعت و جوانمردی جس سے بڑے بڑے شاہ زور اور پیلتن لرزہ براندام رہا کرتے تھے۔ کہاں ہے؟ وُہ حق گوئی و بے باکی جس سے بڑے بڑے درباروں میں تھلکہ مچ جایا کرتا تھا۔ کہاں ہے۔ وہ اذان جو پہاڑوں کو لرزہ سیماب بنا کرتی تھی۔ ہاں کہاں ہے وُہ بڑوں کا ادب و احترام۔ کہاں ہے؟ چھوٹوں پر شفقت و عطوفت؟ کہاں ہے؟ وہ فقر جس پر سکندری بھی قربان ہو سکے۔ کہاں ہے؟ ایثار و قربانی کا جذبہ۔ افسوس! قافلہ لٹا۔ دن دہاڑے لٹا۔ لیکن بےحسی ملاحظہ ہو۔ کہ لٹنے والوں کو لٹنے کا احساس تک نہیں۔ آسمان سے زمیں پہ پھینک دئے گئے۔ لیکن مطمئن ہیں کہ کچھ نہیں بگڑا

؎ رشک کرتا ہے فلک بھی وہ مری افتاد ہے

اے مسلمان! بہت سو چکا ہے اور بہت کھو چکا ہے۔ اب بھی بیدار ہو۔ خدا را خواب غفلت سے ہوش میں آ۔ صبح کا بھولا ہوا شام کو گھر واپس آ جائے تو اُسے بھولا ہوا نہیں کہتے۔ اپنا اصلی مقام پہچان اور غور کر کہ جس مقام پر اب تو کھڑا ہے وہ کہاں تک تیری شان کے شایاں ہے۔ اپنی ذمہ داریوں کا جائزہ لے۔ اس حقیقت کو فراموش کرنے کی ناکام کوشش نہ کر کہ مسلم قوم کی نشأۃ ثانیہ کا راز اسلام کے ساتھ صحیح طور پر وابستگی میں ہے۔ اپنے خالق و مالک حقیقی کے صبر و تحمل کا امتحان نہ لے۔ وہ غلط کار مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے نقشِ باطل کی طرح مٹا کر دوسری قوم کو بھی پیدا کر سکتا ہے جو صحیح طور پر جان و دل سے اس کے احکام پر مر مٹنے والی ہو۔

وَ اِنْ یَّشَأْ یُذْهِبْكُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ

فاتهموا و تدبروا ایها المسلمون

بقیہ: حضور کے روضۂ اقدس کی زیارت کے آداب

(صفحہ ۱۴ سے آگے)

حضرت جابر فرماتے ہیں۔ کہ میں سفر سے واپس آیا تھا۔ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؐ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ تحیۃ المسجد پڑھ لی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ پہلے تحیۃ المسجد پڑھو۔ بعد میں میرے پاس آنا۔ (شرح مناسک نودی)

(۲۲) تحیۃ المسجد کی ان دو رکعتوں میں قُل یَا (قُل) قُل ھُوَاللّٰہ پڑھنا اولیٰ ہے۔ اس لئے پہلی سورت میں شرک سے نفی اور انکار ہے۔ اور دوسری سورت میں اللہ کی وحدانیت اور ذات و صفات کا اقرار ہے۔

(۲۳) علماء نے لکھا ہے کہ روضہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑا ہونے کی جگہ پر برکت کی نیت سے کھڑا ہونا اولیٰ ہے۔ اس جگہ کی تعیین روضہ میں اس طرح کی ہے کہ منبر داہنے مونڈھے کی سیدھ پر رہے اور وہ ستون جس کے سامنے صندوق ہے سامنے رہے۔ امام غزالیؒ نے احیاء میں بھی یہی لکھا ہے۔ لیکن ابن حجر نے شرح مناسک میں لکھا ہے کہ اب وہاں صندوق نہیں رہا۔ وُہ جل گیا۔ اب اس کی جگہ ایک محراب بنا دی گئی ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جس کو محراب النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔

(۲۴) تحیۃ المسجد سے فارغ ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر کرے کہ اس نے نعمتِ جلیلہ عطا فرمائی اور اس ذات پاک سے حج و زیارت کی قبولیت کی دعا کرے۔ اور چاہے سجدہ شکر کرے۔ چاہے دو رکعت شکرانہ پڑھے۔ بہت سے علماء نے اس وقت سجدہ شکر کرنے کو لکھا ہے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ حنفیہ کے نزدیک مشہور قول کے موافق شکرانہ کا محض سجدہ مشروع نہیں بلکہ ان کی تحقیق کے موافق وہاں شکرانہ کے نوافل مراد ہیں۔ جیسا کہ شرح لباب میں لکھا ہے۔

بچوں کا صفحہ

ملاقات اور سلام کرنے کے آداب

(از ماسٹر قاضی عبدالحفیظ صاحب مبارکپوری کالونی مڈل سکول رحیم یار خان)

یارب یہ التجا ہے کرم تو اگر کرے!
وہ بات دے زبان کو جو دل پر اثر کرے!

عزیز بچو! آپ نے موجودہ پرفتن دور میں اکثر دیکھا ہوگا کہ لوگ سلام کرنا تو درکنار، سلام کا جواب دینا بھی اپنی شان کے خلاف اور ہتک سمجھتے ہیں۔ اور طرفہ یہ ہے کہ سلام کرنے کے نئے نئے طریقے اختراع کر رکھے ہیں جو بے فائدہ ہیں۔ اولاً ملاقات کے وقت دوسرے مذاہب کے سلام کرنے کے طریقے ملاحظہ ہوں۔

دوسرے مذاہب میں ملاقات کرتے وقت سلام کرنے کے یہ طریقے ہیں

(۱) سکھوں میں ملاقات کے وقت "ست سری اکال" یا "واہگورو جی کا خالصہ واہگورو جی کی فتح"

ہندوؤں میں جب سلام کرتے ہیں تو یہ الفاظ کہتے ہیں۔ رام جی یا نمستے

عیسائی (گڈ مارننگ)

GOOD MORNING

گڈ ایوننگ GOOD EVENING

GOOD NIGHT (گڈ نائیٹ)

یہ ہیں اُن کے سلام کرنے کے طریقے ہم مسلم ہیں ہمیں اِن میں سے کسی ایک طریقے کی بھی تقلید نہیں کرنی چاہیئے۔ اسلام نے جو سلام کرنے کا طریقہ مقرر کیا ہے وہ ایک نہایت ہی اعلیٰ و افضل ترین طریقہ ہے۔

(۲) دیکھئے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ (تم پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو) اس کا کیسا مفید ترین مفہوم ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے۔ کہ جب کوئی تمہیں سلام کہے تو اس کے سلام کا بہترین الفاظ میں جواب دو۔ یعنی اگر کوئی کہے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ تو تم جواب میں اُسے وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ کہو۔

(۳) آنحضرتؐ سے ایک آدمی نے سوال کیا تھا کہ بہترین مسلمان کون ہے آپ نے فرمایا تھا کہ وہ جو لوگوں کو کھانا کھلاتے اور آشنا و نا آشنا کو سلام کرے "سلام" کہنے کے یہ آداب مقرر فرمائے ہیں۔

(۱) ہر مسلمان دوسرے کو سلام کہنے میں پہل کرے۔
(۲) سوار پیدل کو پہلے سلام کرے۔
(۳) چھوٹا بڑے کو سلام کہے۔
(۴) پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو پہلے سلام کہے۔
(۵) اگر تھوڑے لوگ ہوں تو بہت سے لوگوں کو سلام کہیں۔
(۶) جھک کر یا ہاتھ جوڑ کر سلام نہیں کرنا چاہیئے۔
(۷) مجلس سے اُٹھتے وقت بھی سلام کرو۔
(۸) اگر سلام کے الفاظ کے ساتھ مصافحہ بھی کر لو تو یہ سونے پر سہاگہ کا کام دیتا ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ سلام کی تکمیل مصافحہ سے ہوتی ہے۔
(۹) کسی کے سلام کے جواب میں صرف ہاتھ اُٹھانا یا اشارہ کر دینا کافی نہیں بلکہ زبان سے وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ کہو۔

مگر آجکل کے نوجوان سلام کا جواب سلیوٹ سے کرتے ہیں۔ یعنی تین انگلیاں ماتھے پر رکھتے ہیں یا بصورت دیگر ہیٹ کو جنبش دے کر سلام کا جواب کہہ لیتے ہیں۔ یہ بات بالکل عیاں ہے۔ ہم انگریزوں کے ہر لحاظ سے مقلد ہو رہے ہیں۔ انگریزوں نے اپنے سلام کرنے کا طریقہ نہیں بدلا مگر ہم ......

(۱۰) جب کسی دوسرے کے گھر اس کو ملنے کے لئے جاؤ تو اس کی اجازت کے بغیر گھر میں داخل نہ ہو اور داخل ہونے سے پہلے اُس کو بھی سلام کرو۔ اگر تم گھر کے مالک سے اجازت طلب کرو تو وہ نفی میں جواب دے۔ یعنی کہے کہ واپس تشریف لے جائیے۔ تو آپ واپس آ جائیں۔

(۱۱) آنحضورؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس گھر میں تم اور تمہاری والدہ رہتی ہے تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے اس سے بھی اجازت طلب کرو۔ ممکن ہے کہ وہ کسی وقت برہنہ بیٹھی ہو۔ لہذا احتیاط کرنی چاہیئے۔

عزیز بچو! مذکورہ بالا سلام کرنے کے آداب کا آپ نے بغور مطالعہ و ملاحظہ کیا۔ کہ سلام کرنے کے بڑے فضائل برکات ہیں۔ لہذا تمہیں چاہیئے کہ:-

(۱) والدین کو سلام کریں۔
(۲) اُستادوں کو سلام کریں۔
(۳) کمرے میں داخل ہوتے ہی سلام کریں۔
(۴) گھر میں داخل ہو کر سلام کریں۔
(۵) اجنبی لوگوں کو سلام کہیں اس سے اور کچھ نہیں تو علیک سلیک تو ہو جائے گی۔

المختصر یہ کہ ہر شخص کو سلام کر کے تعلقات بڑھائیں۔

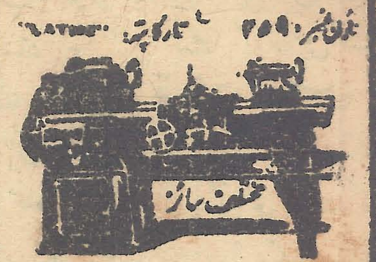
ہمیشہ محمود کاموں کے نتائج بھی احسن برآمد ہوتے ہیں۔ نیز جو سلام کا جواب نہیں دیتا اس کو سخت گناہ ہوتا ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۳۴۷
ایڈیٹر :- عبدالمنان چوہان
قیمت فی پرچہ - ۵ آنے

خواہ آپ پاکستان کے کسی حصے
میں مقیم ہوں آپ کو لاتعداد خوبیوں
سے آراستہ سروس شوز
ہر جگہ دستیاب ہو سکتے ہیں

ایجنسیاں

Servis





پاکستان کا تیار کردہ
بہترین گوٹہ، پٹہ، سلمہ ستارہ کی مشہور دکان
بمبئے زری ہاؤس رجسٹرڈ
شاہ عالم مارکیٹ، لاہور
فون نمبر ۲۸۲۰

شرح چندہ :-
سالانہ ۱۲ روپے
ششماہی ۷ روپے
سہ ماہی ۳ روپیہ ۸ آنہ

شرح اشتہارات
آخری صفحہ ۴ روپے سنگل کالم
اندرون صفحہ ۳ روپے " "

پاکستان کے لذیذ ترین بسکٹ
پنجاب بسکٹ
تیار کردہ :- پنجاب بسکٹ فیکٹری لاہور - فون نمبر ۲۱۲۲

آپ کی قدیم اور محبوب دکان
فون نمبر ۳۶۹۹
چائنہ مارٹ
دھنی رام روڈ - انار کلی - لاہور
جہاں اعلیٰ درجہ کے ٹی ڈنر کافی نسوٹ سٹ - شیشے کے لیمن سٹ - پھولدان فروٹ ڈش وغیرہ
گیس لیمپ سلور اور نمائش کیلئے لکڑی کے دیدہ زیب ٹیبل لیمپ وغیرہ نہایت مناسب قیمتوں پر دستیاب ہو سکتے ہیں

خالص سونے کے بہترین زیورات
زرفشاں جیولرز
ٹیلیفون نمبر ۳۷۱۴
۳۴ کمرشل بلڈنگ مال روڈ - لاہور

بنارس زری سلک ملز 47 - انارکلی لاہور - فون ۳۷۱۴
شادی بیاہ کیلئے نئے ڈیزائن کے بنارسی کپڑوں کا واحد مرکز
ہماری ملز کے تیار کردہ نفیس بنارسی کپڑے (۱) کمخواب (۲) ٹیشو سٹ (۳) ساڑھیاں (۴) قمیص (۵) دوپٹہ (۶) کوٹی (۷) صافہ
حسب ذیل اقسام میں تیار ہو سکتے ہیں (۸) اسکارف (۹) بیلٹ وغیرہ وغیرہ
مینیجر : بنارس زری سلک ملز ۴۷ - ڈی بلاک - ماڈل ٹاؤن - لاہور - ٹیلیفون ۶۹۰۴۸

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔